مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

کراچی

ملت اسلامیہ کا بین الاقوامی جریدہ

جلد ۴

شمارہ ۱۴

انشاء اللہ ۱۴۰۶ھ قادیانیت کیلئے تباہی کا سال ہوگا

مسلمانو!

۱۴۰۶ ہجری

کا سالِ نو مبارک

ٹولہ

جو غلام احمد کے حامیوں کا ٹولہ ہے — کملی والے آقا کے دشمنوں کا ٹولہ ہے

قادیاں کے گرگوں سے باخبر رہیں سارے — ملک میں ہمارے یہ رہزنوں کا ٹولہ ہے

شمعِ حق کے پروانو، دینِ حق کے رکھوالو — فرض ہے جہاد اِن سے، باغیوں کا ٹولہ ہے

مُہر لگ گئی اب تو کہہ دیا حکومت نے — میرزائی جتنے ہیں، کافروں کا ٹولہ ہے

ل ابیب سے ان کا رابطہ یہ کہتا ہے — میرزائی ربوے کے، مخبروں کا ٹولہ ہے

تل کرتے پھرتے ہیں حق کے پاسبانوں کو — وحشیوں کی منڈلی ہے، خونیوں کا ٹولہ ہے

ن کی اے ضیاء الحق لازمی ہے سرکوبی — یہ وطن کے اندر اک، سرکشوں کا ٹولہ ہے

اے امینؔ اب بھی جو ان پر رحم کھاتا ہو

جاہلوں کا ٹولہ ہے، احمقوں کا ٹولہ ہے

سیّد امین گیلانی

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختم نبوۃ کراچی

۲۷ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ تا ۳ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ

مطابق

۱۳ تا ۱۹ ستمبر ۱۹۸۵ء

اس شمارے میں

۱۔ خصائل نبوی ﷺ	۴
۲۔ اداریہ	۵
۳۔ خطۂ پنجاب کا ناکام و نامراد مسیح موعود	۸
۴۔ اسلامی تشخص	۱۰
۵۔ قادیانیوں کے تین مغالطے	۱۲
۶۔ آئین کی توہین	۱۴
۷۔ پچاس الماریاں	۱۵
۸۔ جھوٹے مدعی نبوت کی سرگذشت	۱۷
۹۔ بے جا غصہ	۱۹
۱۰۔ مرزا مسیحیت	۲۲
۱۱۔ اخبار ختم نبوت	۲۵

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مجلسِ ادارت

مفتی احمد الرحمان — مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مولانا بدیع الزمان — ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مولانا منظور احمد الحسینی

مدیر مسئول

عبدالرحمن یعقوب باوا

شعبۂ کتابت

محمد عبدالستار واحدی، امجد محمود

بدلِ اشتراک

سالانہ ۸۰/- روپے — ششماہی ۴۰/- روپے

سہ ماہی ۲۰/- روپے — فی پرچہ ۲/- روپے

رابطۂ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۷۲۱۱۶۱

اندرون ملک نمائندے

اسلام آباد	عبدالرؤف جتوئی	پشاور	نورالحق نور
گوجرانوالہ	حافظ محمد ثاقب	مانسہرہ/ہزارہ	سید منظور احمد آسی
لاہور	ملک کریم بخش	ڈیرہ اسمٰعیل خان	ایم شعیب گنگوہی
فیصل آباد	مولوی فقیر محمد	کوئٹہ	نذیر تونسوی
سرگودھا	ایم اکرم طوفانی	حیدرآباد سندھ	نذیر بلوچ
ملتان	عطاء الرحمان	کنری	ایم عبدالواحد
بہاول پور	ذبیح فاروقی	سکھر	ایچ غلام محمد
لیہ/کروڑ	حافظ خلیل احمد رانا	ٹنڈو آدم	حماد اللہ عرف ولی اللہ

بدلِ اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت، ادمان، اشارجہ، دوبئی،	
اردن اور شام	۲۲۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۴۰ روپے
افریقہ	۲۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپے

بیرون ملک نمائندے

کینیڈا	آفتاب احمد	ناروے	غلام رسول
ٹرینیڈاڈ	اسمٰعیل ناخدا	افریقہ	محمد زبیر افریقی
برطانیہ	محمد اقبال	ماریشش	ایم اخلاص احمد
اسپین	راجہ حبیب الرحمٰن	ری یونین فرانس	عبدالرشید بزرگ
ڈنمارک	محمد ادریس	بنگلہ دیش	محی الدین خان

عبدالرحمان یعقوب باوا نے کلیم الحسن نقوی انجمن پریس سے چھپوا کر ۲۰/اے سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ کراچی سے شائع کیا۔

خصائل نبوی ﷺ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کثرت تواضع فرمانے کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

۸- حدثنا محمد بن عبد اللہ بن بزیع حدثنا بشر بن المفضل حدثنا سعید عن قتادہ عن انس بن مالکؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو اھدی الی کراع لقبلت ولو دعیت علیہ لاجبت۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے بکری کا ایک پیر بھی دیا جائے تو میں قبول کروں اور اگر اُس کی دعوت کی جائے تو میں ضرور جاؤں۔

ف:۔ یعنی مجھے ہدیہ قبول کرنے میں بلکہ کسی جگہ جانے میں بھی اس کا خیال نہیں ہوتا کہ اتنی ذرا سی چیز کے لئے کیا جاؤں۔ بلکہ اللہ کی نعمت سمجھ کر اُس کو کمال رغبت سے قبول کرتا ہوں۔ اور اصل یہ ہے کہ دعوت کے قبول کرنے میں وہ کھانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ دعوت کرنے والے کی دلداری مقصود ہوتی ہے۔

۹- حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن حدثنا سفیان عن محمد ابن المنکدر عن جابر قال جاءنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس براکب بغل ولا برذون

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (میری عیادت کے لئے) تشریف لائے نہ خچر پر سوار تھے نہ ترکی گھوڑے پر (یعنی نہ گھٹیا سواری پر سوار تھے نہ بڑھیا پر بلکہ پاپیادہ تشریف لائے)۔

ف:۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع مقصود ہے کہ امراء و سلاطین زمانہ کی طرح سواری کے عادی نہ تھے بلکہ پیادہ کثرت سے چلتے تھے۔ بخاری شریف کی ایک روایت میں اس عیادت کا قصہ ذرا مفصل ہے وہ یہ کہ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ سخت مریض ہوا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ دونوں حضرات پاپیادہ میری عیادت کو تشریف لائے۔ یہاں پہنچ کر دیکھا کہ میں بیہوش پڑا ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا جس سے مجھے افاقہ ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں تو میں نے اپنے ترکہ کے متعلق سوال کیا جس پر میراث کی آیت نازل ہوئی

۱۰- حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمٰن حدثنا ابو نعیم حدثنا یحییٰ بن ابی الھیثم العطار قال سمعت یوسف بن عبد اللہ بن سلام قال سمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوسف واقعدنی فی حجرہ ومسح علی راسی

یوسف بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام یوسف تجویز فرمایا تھا اور مجھے اپنی گود میں بٹھلایا تھا اور میرے سر پر دست مبارک پھیرا تھا۔

ف:۔ اس حدیث سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال شفقت اور بچوں پر کمال رحمت معلوم ہوتی ہے۔ نیز تواضع کا کمال یہی ہے۔ کہ ایسے کم عمر بچوں کو گود میں لینے سے اعراض و استنکاف نہ فرماتے تھے۔ ایک حدیث میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ میرے لئے برکت کی دعا فرمائی اس حدیث سے بچوں کا بزرگوں کی خدمت میں لے جانا ان سے نام تجویز کرانا ثابت ہوتا ہے۔ دوسری احادیث میں صحابہؓ کرام کا نو مولود بچوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جانا وارد ہے۔

۱۱- حدثنا اسحٰق بن منصور حدثنا ابو داؤد الطیالسی انبانا الربیع وھو ابن صبیح حدثنا یزید الرقاشی عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حج علی رحل رث وقطیفۃ کنا نری ثمنھا اربعۃ دراھم فلما استوت بہ راحلتہ قال لبیک بحجۃ لا سمعۃ فیھا ولا ریاء

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کجاوہ پر حج کیا جس پر ایک کپڑا تھا جس کی قیمت ہمارے خیال میں چار درم ہو گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

باقی صفحہ ۲۵ پر

شخصے کہ سوئے جہنم روانہ شد

مغربی استعمار سے سر کا خطاب پانے، انگریز کی دلالی اور جاسوسی کے عوض متعدد عہدے حاصل کرنے اور عالم اسلام کے خلاف سازشیں کرنے والے بلکہ سازشوں کے سرغنہ چوہدری ظفر اللہ قادیانی سوئے جہنم روانہ ہو گئے۔

خس کم جہاں پاک

چوہدری مذکور پر تقریباً ڈیڑھ سال پہلے خدائی عذاب کی صورت میں ایک خطرناک بیماری کا حملہ ہوا تھا۔ وہ اسی دن سے چارپائی پر پڑے ایڑیاں رگڑ رہے تھے۔ کئی کئی ہفتے مسلسل بے ہوش رہے اور یہاں تک بھی نوبت پہنچی کہ منہ کے راستے سے گندگی اور غلاظت کا اخراج ہوتا رہا۔

قادیانی جماعت کے جتنے بھی بڑے بڑے اس دنیا سے گئے وہ دنیا میں بھی خدا اور رسولؐ سے بغاوت و سرکشی اور گستاخیوں کی سزا پا کر گئے ہیں۔ قادیانی جماعت کا گرو گھنٹال مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ جس نے نبوت، مسیحیت اور مہدویت وغیرہ کے دعوے کئے۔ آخری دنوں میں لاہور آیا تو وہیں اس پر وبائی ہیضہ کا حملہ ہوا، حملہ اتنا شدید تھا کہ دست اور قے کرتے کرتے وقت وہ گر پڑا اور سر ٹیڑھا سے چارپائی پر جا لگا جب کہ باقی جسم غلاظت میں لتھڑ گیا اور اسی حالت میں فرشتۂ اجل نے اسے آ دبوچا۔

مرزا قادیانی کا جانشین اول حکیم نورالدین بھیروی گھوڑے سے گر کر اس بری طرح زخمی ہوا کہ چلنے پھرنے سے معذور ہونے کے علاوہ بولنے سے بھی لاچار ہو گیا اور بالآخر مفلسی اور کسمپرسی کے عالم میں مر گیا۔

مرزا قادیانی کا لڑکا اور قادیانیوں کا دوسرا نام نہاد خلیفہ مرزا محمود مرنے سے پہلے کتے کی طرح آوازیں نکالتا تھا اس کی اس حالت کے پیش نظر ایک کمرے میں قید رکھا گیا جہاں کسی غیر خاندان کے قادیانی کو بھی جانے کی اجازت نہیں تھی آخر اسی حالت میں فی النار و السقر ہوا۔

مرزا ناصر نے مرنے سے پہلے ایک ڈاکٹرنی سے شادی رچائی اور شادی سے پہلے بتایا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ اس ڈاکٹرنی سے شادی تیرے لیے انتہائی بابرکت ہو گی چنانچہ شادی کے بعد وہ ہنی مون منانے اسلام آباد گیا۔ خدا کی قدرت کہ مرزا ناصر جس کوٹھی میں قیام پذیر تھا اس کے سامنے والی مسجد میں ختم نبوت کانفرنس ہوئی۔ عین اس وقت جب ختم نبوت کے شیر گرج رہے تھے اور ختم نبوت زندہ باد کے باطل شکن نعروں سے فضا گونج رہی تھی۔ مرزا ناصر پر بیماری کا حملہ ہوا۔ اِدھر کانفرنس ختم ہوئی اُدھر مرزا ناصر اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

اب چوہدری ظفر اللہ کی موت جن حالات میں واقع ہوئی اور جس طرح ذلت و رسوائی اس نے دیکھی وہ اس کے پیشروؤں سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں تھی۔ کیا یہ کم ذلت و رسوائی ہے کہ ایک شخص مسلسل ڈیڑھ سال سے چارپائی پر پڑا ایڑیاں رگڑتا رہا ـــــ منہ کے راستے سے غلاظت نکلتی رہی، اس کے پاس جانے سے پرائے تو پرائے اپنے بھی دور بھاگتے رہے، آخرت کی سزا یقیناً سخت ہے۔ لیکن دنیا میں خدا نے اسے جو سزا دی ہے وہ جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی ذریت اور اس کے پیروکاروں کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہے۔

چوہدری ظفر اللہ نے اپنی پوری زندگی اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف سازشیں کرنے کے لیے وقف کر رکھی تھی ـــــ اس کا دماغ ایک سازشی

دماغ تھا ــــــ مکاری، عیاری اور دجل وفریب میں پوری قادیانی جماعت کے اندر اس کا کوئی ہم پایہ نہ تھا ــــــ بلاشبہ وہ بیرسٹر تھا لیکن اگر ہم اسے اس دور کا ابوجہل یا ابولہب قرار دیں تو اس کی فطرت کے عین مطابق ہوگا ــــــ مرزا قادیانی مغربی استعمار کی مجبوری تھا ــــــ انگریز نے اسے آجکل کے نوبل پرائز کی طرح اس دور کا عالمی اعزاز "نبوت" دیا تھا۔ اگر چوہدری ظفر اللہ اس وقت انگریز کی ضرورت پوری کرنے کے قابل ہوتا تو یقیناً یہ اعزاز مرزا قادیانی جیسے پرائمری فیل، سیالکوٹ کی کچہری میں ایک عرضی نویس اور پندرہ روپے ماہوار تنخواہ کے ایک معمولی ملازم کو نہ دیا جاتا بلکہ یہ اعزاز چوہدری ظفر اللہ جیسے بیرسٹر اور اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص کو ملتا۔ کیونکہ انگریز کو مرزا قادیانی جیسے پرائمری فیل کی نہیں، چوہدری مذکور جیسے باصلاحیت، وطن فروش، ملت فروش اور ضمیر فروش کی ضرورت تھی۔ تاہم اس شخص کو دوسرے بے شمار اعزاز اور انعام واکرام سے نوازا گیا اور اس نے بھی انگریز کی نمک حلالی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔

○ ــــــ یہی وہ شخص تھا جس کی وجہ سے گورداسپور کا ضلع پاکستان کو نہ مل سکا۔ اس ایک ضلع کے نہ ملنے سے پاکستان کشمیر اور اہل کشمیر آزادی کی نعمت سے محروم رہ گئے کیونکہ کشمیر جانے کا زمینی راستہ صرف گورداسپور سے جاتا تھا۔

○ ــــــ یہی وہ شخص تھا جس کی پوری جماعت اور ان کا نام نہاد خلیفہ مرزا محمود اکھنڈ بھارت کا حامی تھا۔ جس نے نہ صرف اکھنڈ بھارت کی پیشگوئی کی تھی۔ بلکہ یہ بھی کہا تھا کہ اگر تقسیم ہوئی تو عارضی ہوگی اور ہم کوشش کریں گے کہ دوبارہ پھر ہندوستان ایک ہو جائے۔ اس نظریے اور پیشگوئی پر ہر قادیانی کا ایمان ہے لیکن چوہدری ظفر اللہ نے کمال عیاری سے لیگی راہنماؤں کو اعتماد میں لیا اور مسلم لیگ کا وکیل بن گیا جب کہ اس کا ایک بھائی قادیانیوں کا وکیل تھا۔ اور گورداسپور کے مسئلہ پر قادیانیوں کی وکالت کر رہا تھا۔

○ ــــــ اور جب مرزا محمود کی الہامی پیشگوئی کے برخلاف پاکستان بن گیا تو یہی غدار اعظم جوڑ توڑ کر کے مملکتِ اسلامیہ پاکستان کی وزارت خارجہ کے منصب پر جا بیٹھا۔

جس نے وزارتِ خارجہ سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور ملک کے حساس اور اہم عہدوں پر خواہ وہ سول محکمے ہوں یا فوج کے، قادیانیوں کو بٹھایا۔

○ ــــــ جس نے وزارتِ خارجہ کو قادیانی تبلیغ کا ذریعہ اور تمام سفارت خانوں کو قادیانی تبلیغ کے اڈے بنا دیا جس پر پاکستان کے ممتاز صحافی اور روزنامہ نوائے وقت کے بانی جناب حمید نظامی مرحوم کو غیر ملکی دورے سے واپسی پر یہ اداریہ تحریر کرنا پڑا کہ ہمارے سفارت خانے ایک مخصوص فرقے کے تبلیغی اڈے بنے ہوئے ہیں۔

○ ــــــ جب عرب ممالک نے پاکستانی حکومت پر زور دیا کہ وہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں عربوں کی حمایت کرے تو ظفر اللہ نے وہاں جا کر عربوں کی حمایت میں تقریر کی لیکن ساتھ ہی عرب نمائندوں کو جو جنرل اسمبلی میں موجود تھے یہ کہا کہ میں نے عربوں کی حمایت میں تقریر حکومت پاکستان کی ہدایت پر نہیں بلکہ اپنی جماعت کے "خلیفہ" مرزا محمود کی ہدایت پر کی ہے۔ چنانچہ مبارکباد کا تار جو وزیر اعظم کو آنا چاہیے تھا۔ وہ مرزا محمود کو بھجوایا گیا۔ اور اس طرح عربوں کے قریب ہو کر عرب ممالک میں اپنے تبلیغی مشن بھیجنے کی راہ ہموار کی۔ تاکہ وہاں انگریزوں اور یہودیوں کے لیے جاسوسی کرائی جاسکے۔

○ ــــــ جس کی وجہ سے ۱۹۵۳ء میں ملک کے تمام مکاتب فکر کی طرف سے ایک زبردست تحریک چلی اور جس کی وزارت کو بچانے کے لیے سول اور فوج میں موجود قادیانی افسروں نے صرف لاہور شہر کے اندر دس ہزار مسلمانوں کو بے دردی سے شہید کیا۔

○ ــــــ جس نمک حرام نے بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ جیسے اپنے محسن کی نماز جنازہ میں شرکت نہیں کی اور غیر مسلم مہمانوں کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا۔ جب خطیب ہزارہ مولانا محمد اسحاق مانسہروی مرحوم نے پوچھا کہ آپ نے نماز جنازہ میں کیوں شرکت نہیں تو کہا کہ "مجھے ایک غیر مسلم حکومت کا مسلمان ملازم سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا ایک غیر مسلم ملازم"

الغرض یہ واقعات ایسے ہیں جن سے اس کی غداری اور ملت اسلامیہ سے دشمنی واضح ہے۔

آج سے تقریباً ۲۵، ۲۶ سال پہلے حیدرآباد اور کراچی کے درمیان ریلوے کا ایک بہت بڑا حادثہ ہوا تھا۔ جو ٹرین حادثے سے دوچار ہوئی اس میں چوہدری ظفر اللہ سفر کر رہا تھا۔ خدا کی قدرت کہ اس حادثے میں سینکڑوں افراد جاں بحق ہوئے لیکن ظفر اللہ محفوظ رہا۔ جب

باقی صفحہ ۱۸ پر

داخلہ

جامعہ تعلیمات اسلامیہ

دینی مدارس اور طبیہ کالج سے فارغ حضرات کیلئے تخصص

۱. التخصص فی علوم الکتاب والسنہ
۲. التخصص فی الدعوۃ واصول الدین
۳. التخصص فی الفقہ والقضاء
۴. التخصص فی الطب الاسلامی

ہر چہار تخصصات کیلئے قیام وطعام کے علاوہ ۲۰۰ سے ۳۰۰ روپیہ ماہوار وظیفہ

موقوف علیہ یا الثانویہ اور مڈل ومیٹرک پاس حضرات کے لئے

۱. العالمیہ فی علوم الاسلامیہ والعربیہ تک کی دینی تعلیم
العالمیہ کی سند حکومت پاکستان کے ہاں ایم اے اسلامیات کے برابر تسلیم شدہ
۲. سکول اور کالج کی تعلیم مڈل سے بی اے تک
۳. جامعہ طبیہ اسلامیہ میں داخلہ
۴. فاضل عربی کی تیاری وامتحان۔

شعبہ حفظ قرآن مجید، قراءۃ وتجوید

حفظ وتجوید کے ساتھ ابتدائی دینی تعلیم وتربیت کا خصوصی اہتمام

ابتدائی عربی اور پرائمری کے طلبہ کے لئے
حسب استعداد مدت کی کمی بیشی مکمل جائزہ کے بعد۔

مڈل ومیٹرک پاس طلبہ کے لئے خصوصی کلاس

۱. المتوسط سے العالمیہ تک کے ساتھ ساتھ ۲. ایف اے تک کے امتحانات کا اہتمام

۱. المتوسط سے العالمیہ اور ۲. میٹرک سے بی اے تک کے امتحانات کی تعلیم

شہری طلبہ کے لئے جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی فروع (شاخیں)

۱. فرع جامعہ تعلیمات اسلامیہ گوبند پورہ میں: ۱. شعبہ حفظ (۲) ابتدائیہ (پرائمری) (۳) المتوسط
۲. فرع جامعہ تعلیمات اسلامیہ اسلام نگر میں (۱) ابتدائیہ (۲) المتوسط (۳) مڈل کا سلسلہ جاری ہے۔

اہم خصوصیات

(۱) ہر قسم کی فرقہ بندی سے پاک ماحول (۲) تعلیم کے ساتھ تربیت کا اہتمام (۳) دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ سکول و کالج کی تعلیم (۴) تعلیم وتربیت کے علاوہ جسمانی صحت کیلئے ورزش کھیل اور (۵) اعلیٰ ذوق کی استواری کے لئے عربی اردو اور انگریزی میں مذاکرات ومجالس (۶) سیر وتفریح فنیق تربیتی اور معلوماتی

داخلہ کی مدت قریب الاختتام ہے، بلا تاخیر رابطہ قائم فرمائیے

عبدالرحیم اشرف، ادارہ تعلیمات اسلامیہ، پاکستان فیصل آباد، فون: ذاتی ۲۳۰۲۱ جامعہ ۵۰۳۸۲

خطۂ پنجاب کا ناکام و نامراد

"مسیح موعود"

مولانا تاج محمد صاحب مدرس قاسم العلوم فقیروالی

یہ حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ میں بالکل ناکام رہے۔ مگر ان کے اتباع واقعات سے چشم پوشی کر کے ان کی کامیابی کے گیت گاتی رہتی ہے ہم مرزا صاحب کی ناکامی کو ایک تاریخی مثال سے تشبیہ دیتے ہیں کہ رچرڈ شیر دل شاہ انگلستان جب ایک لشکر جرار لے کر سلطان صلاح الدین ایوبی کے مقابلہ میں چلا تھا۔ تو یہ دعویٰ لے کر چلا تھا کہ میں بیت المقدس کو فتح کر کے آؤں گا۔ لڑائی میں یقیناً اس نے چند مقامات کو اپنے گھوڑوں سے پامال کیا ہوگا۔ تاریخ شاہد ہے کہ شکست خوردہ واپسی کے وقت وہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے بھی نہیں دیکھتا تھا۔ یہ اس کی شرافت کا تقاضا تھا۔ اگر وہ مرزا غلام احمد قادیانی جیسا ہوتا تو انگلستان جا کر بہت بڑا جلسہ کرتا۔ پھر زور دار تقریر کر کے کہتا کہ میں نے جندر گاہ پر اترتے ہی فلاں مربع میل فصل کو روند ڈالا۔ میری فوج نے اتنے باغات اجاڑ دیئے کھیتوں کو برباد کیا۔ اتنے مویشی ذبح کر دیئے مسلمانوں کے ہزاروں آدمی ہم نے قتل کر دیئے۔ اگر کوئی پوچھتا کہ صاحب! اصل مطلب (فتح بیت المقدس) میں آپ کامیاب آئے یا ناکام تو بڑی سنجیدگی سے کہہ دیتا کہ فتح و شکست تو قسمت سے ہے مگر مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا۔"

ہمارے سامنے اس وقت مرزا غلام احمد کی تصانیف براہین احمدیہ۔ انجام آتھم، ایام الصلح، چشمہ معرفت، شہادۃ القرآن، تبلیغ رسالت، اعجاز احمدی وغیرہ، موجود ہیں جہاں تک ہم نے ان کتب کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے ہم مرزا صاحب کو ان کے دعویٰ میں ناکام پاتے ہیں۔ مرزا صاحب اپنے دعویٰ کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

براہین احمدیہ ص۵۰۵

براہین احمدیہ جلد چہارم ص۵۰۵ پر مسیح موعود کی علامت بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ ان کے ہاتھ سے دین اسلام تمام دنیا میں پھیل جائے گا۔ اور آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کو اس کی دلیل کہتے ہیں۔

ضمیمہ انجام آتھم ص۴۴

ضمیمہ انجام آتھم کے ص۴۴ پر اپنی صداقت کے ثبوت میں چار باتیں پیش کرتے ہیں۔

1. میرے ذریعہ سے ادیان باطلہ کا مر جانا۔
2. اسلام کا بول بالا ہونا۔
3. ہر ایک طرف سے لوگوں کا اسلام میں داخل ہونا
4. عیسائیت کے باطل معبود کا فنا ہو جانا یعنی نیست و نابود ہو جانا۔

ایام الصلح ص۸

ایام الصلح کے ص۸ پر مرزا صاحب نے مسیح موعود کے وقت کی تین علامتیں بیان کی ہیں۔

1. تمام دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔
2. ادیان باطلہ ہلاک ہو جائیں گے۔
3. راستبازی ترقی کرے گی۔

اعجاز احمدی ص۷

اعجاز احمدی کے ص۷ پر اپنی نسبت ایک الہام لکھتے ہیں کہ "میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کسر صلیب کرے گا۔ اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ..... الخ

شہادۃ القرآن ص۱۲

شہادۃ القرآن کے ص۱۲ پر تحریر کرتے ہیں۔ "یہ میرے ہاتھ پر مقدر ہے کہ میں دنیا کو عقیدۂ تثلیث سے رہائی دوں"

چشمہ معرفت ص۸۲

چشمہ معرفت کے ص۸۲ پر تحریر کرتے ہیں "خدا نے تکمیل اس فعل کی کہ تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں۔ اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی کے آخری حصے میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے۔ اور اس تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے۔

اور اس کا نام خاتم الخلفاء ہے۔ پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے۔ اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہولے۔ کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے۔ اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے۔ **هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ** .... الخ

یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔

تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کرے

یعنی ایک عالم گیر غلبہ اس کو عطا کرے۔ اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو۔ اس لئے اس آیت کی نسبت ان تمام متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔"

تبلیغ رسالت جلد ۱۰ ص۱

تبلیغ رسالت جلد ۱۰ ص۱ پر در اشتہار ۱۵ جنوری ۱۹۰۱ء پر لکھتے ہیں کہ یہ مت کہنا کہ میرے مقاصد میرے مرنے کے بعد پورے ہوں گے نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ قبل اس کے کہ ہم اس ناپائیدار گھر سے گزر جائیں ہمارے تمام مقاصد پورے کر دے

اخبار بدر قادیان

اخبار بدر قادیان ۱۹۰۶ء کا مکمل فائل بھی، ہمارے سامنے ہے۔ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء جلد ۲ شمارہ ۲۹ ص۲ پر قاضی نذر حسین صاحب ایڈیٹر اخبار قلقل (ردد ہیکمنڈ) نے مرزا صاحب پر چند اعتراضات کر کے بذریعہ ڈاک ان کو بھیجے۔ جس کا جواب مرزا صاحب نے اخبار بدر میں دیا۔ مضمون کا عنوان ہے "مسیح موعود کا ایک تازہ خط بنام قاضی نذر حسین" مرزا صاحب لکھتے ہیں "جس کام کے لئے میں کھڑا ہوا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں۔ اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلاؤں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود کو کرنا چاہیے تو پھر میں سچا ہوں۔ اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں"

مندرجہ بالا حوالجات سے حسب ذیل نتائج مترشح ہوتے ہیں کہ:

(۱) مسیح موعود کے وقت میں تمام قومیں ایک قوم بن جائیں گی اور مسلمان ہوں گی یعنی دنیا میں ہر شخص کا مذہب اسلام ہی ہوگا۔

(۲) عیسائیت کے باطل معبود نیست و نابود ہو جائیں گے۔

(۳) دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا۔

(۴) مسیح موعود دنیا میں تثلیث کی جگہ توحید پھیلائیں گے۔ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دیں گے اور روئے زمین پر کوئی تثلیث پرست نہ رہے گا۔

(۵) اگر یہ کام سر انجام نہ پائیں تو مرزا صاحب، خود ہی لکھتے ہیں "اگر اسلام کی حمایت میں وہ کام نہ کر دکھایا اور مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں"

مرزا صاحب نے یہ تمام کام "مسیح موعود" کے بیان کئے ہیں۔ اور اس بات کے بھی مدعی ہیں کہ میں ان کاموں کے لئے مستعد ہوا ہوں اور انہیں کر کے دکھاؤں گا۔ اور اگر یہ کام میں نہ کر سکوں اور مسیح موعود کے آنے کی جو علت غائی ہے وہ ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ اور صرف اپنے آپ کو جھوٹا ہی نہیں کہتے بلکہ اپنے جھوٹا ہونے پر دوسروں کو گواہ بناتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا تمام قومیں ایک قوم بن گئیں؟ مسلمان ہو گئیں؟ کیا مرزا صاحب نے عیسیٰ پرستی کے توڑنے میں کچھ کام کیا؟ روئے زمین میں کسی مقام پر اور کسی جگہ تثلیث پرستی میں کمی ہو گئی؟ مرزا صاحب کی ذات سے کسی ملک، کسی شہر، کسی قریہ اور دیہات میں تثلیث کی جگہ توحید پھیلی؟ اس کا جواب بجز اس کے اور کوئی نہیں ہے کہ مرزا صاحب سے یہ کام ہرگز نہ ہوا۔ جب ہر بات کا جواب نفی میں ہے تو پھر مرزا صاحب ہی لکھتے ہیں۔

"اگر میں نے وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود کو کرنا چاہیے تو پھر میں سچا ہوں اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں"

بقیہ: جھوٹا مدعی نبوت

رہ گئے۔ جب سعید نے محاصرہ میں زیادہ سختی کی اور مقنع کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تو اس نے اپنے اہل و عیال کو جمع کر کے بقول بعض مورخین ان کو زہر پلا دی اور انجام کار خود بھی زہر کا پیالہ پی لیا۔ بعض کہتے ہیں کہ قلعہ میں چوپائے اور مال و اسباب جو کچھ بھی تھا اسکو جلانے کا حکم دیا پھر ساتھیوں سے کہا کہ جس کو میرے ساتھ جنت میں جانے کا شوق ہو وہ آگ میں کود پڑے سب نے حکم کی تعمیل کی اور سب جل کر خاکستر ہو گئے

نوٹ: مقنع کی آتش فتنہ چودہ سال تک شعلہ زن رہ کر ۱۶۳ھ میں ختم ہوئی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ اپنے بھائی کو شبہ میں ڈالو نہ اس سے مزاح کرو نہ ایسا وعدہ کرو جس کے بعد وعدہ خلافی کرو۔

(بروایت ترمذی)

محمد سمیع اللہ خان اسلام آباد

اسلامی تشخص کی نشوونما میں

لباس اور عمامہ کا حصہ

ہر تہذیب میں چاہے ماضی کی ہو یا حال کی اسکے اپنے انفرادی خصوصیت کے لباس ہوتے ہیں۔ جو ان مخصوص لوگوں کی اخلاقی اقدار اور جمالیاتی ذوق کا واضح اظہار کرتے ہیں۔ لیس اسکرٹ جینس (JEANS) یا لنگوٹی یورپ اور امریکہ کے اخلاقی اور ذہنی ماحول سے مکمل مطابقت رکھتی ہیں مثال کے طور پر منی (مختصر) اسکرٹ اور چست پتلون اپنے پہننے والوں کی جنسی آزادی کا ایک مکمل اظہار ہے۔ لیکن ایک مسلمان مرد یا عورت کس طرح اپنے اعضا کی جسمانی نمائش کا اظہار یا غیر صحت مندانہ فیشن کو اختیار کر سکتے ہیں جبکہ شریعت میں افراد اور اجتماعی طور پر پورے معاشرہ کو اسلام کو مکمل طور پر اختیار کرنے کیلئے متواضع اور سادہ طور طریقے اپنانے کی تلقین کی گئی ہے۔ اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ (۲۰۸، ۲) قرآن حکیم میں یہ فرمان الٰہی ہے۔ اسلام میں شرم و حیا والے لباس کی ضروریات (دوسری دفعات یا احکام کی طرح) کیلئے ٹھوس دلائل ہیں۔ اور یہ عملی روز مرہ کی زندگی سے ہم آہنگی رکھتی ہیں تمام اسلامی دفعات یا احکام میں ایک غالب عنصر اور ان احکامات کے مقاصد بالخصوص لباس کے سلسلہ میں یہ ہے کہ انسانوں کیلئے تکالیف نہ پیدا ہوں۔ بلکہ ان کو اخلاقی لحاظ سے بلند کیا جائے اور ان کے اندر اللہ تعالیٰ کی آگہی کو فروغ دیا جائے۔ یعنی یہ دفعات "حدود" ہیں یا ایسی ہدایات ہیں جن کے اندر رہ کر لوگ عمل پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور قرآن و سنت کی روشنی میں وقت کے تقاضوں اور اپنی ضروریات کے مطابق کچھ لچک پیدا کر سکتے ہیں۔

انسان جو لباس استعمال کرتا ہے۔ اس کے موجبات تین ہیں۔ چوتھی کوئی وجہ نہیں ہے ان تین موجبات کی ترتیب بہ لحاظ مقصود یہ ہے اول حیاً دوم عافیت سوم زینت، اسلام آفاقی مذہب ہے یہ نہ کسی زمین سے وابستہ ہے۔ اور نہ زبان سے یہ نہ کسی نسل سے تعلق رکھتا ہے اور نہ کسی خاص گروہ سے اس لئے اس مقصود اول یعنی حیا کو غالب رکھ کر عافیت و زینت کی آزادی کو قائم رکھتا ہے۔ عافیت اور زینت کیلئے ضروری ہو بشرطیکہ لباس کا اولین اور فطری مقصد عافیت یا زینت کے تصور سے دبنے نہ پائے بلکہ عافیت و زینت کے تصورات پر غالب رہے۔

لباس انسان کے خارجی عمل کی مخصوص ذہنی (سوچ) کا آئینہ دار ہے۔ اسلام میں لباس انسان کے ایمان کی داخلی حالت کی بھی عکاسی کرتا ہے۔ اور اس لئے سب سے زیادہ اہمیت لباس کی، اعتقادی اہمیت کو دی گئی ہے۔ لباس سے انکسار اور شرم و حیا ظاہر ہونی چاہیے اور یہی وہ مقاصد ہیں جو ہمارے تمام اعمال میں ظاہر ہوتے ہیں بغیر کہ یہ بات سب پر عیاں ہے۔ کہ دوسرے لوگوں کے لباس وضع و قطع اور طرز زندگی کو اپنانے سے احساس کمتری پیدا ہوتا ہے اور یہ ایک نظریاتی امت یا قوم کی اخلاقی اور روحانی ترقی کیلئے بہت نقصان دہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

"من تشبہ بقوم فھو منھم"

اور نتیجتاً ایک مسلمان جو مغربی لباس زیب تن کرتا ہے۔ یہ اس بات کی غمازی ہے۔ کہ وہ مغربی تہذیب اور اسکے لوازمات کو سلام پر ترجیح دیتا ہے۔ اگر ایک شخص صدق دل سے اسلام سے محبت کرتا ہے۔ تو کیا منطقی طور پر اس پر یہ لازم نہیں آتا کہ وہ جسمانی ہیت سے بھی اس محبت کا اظہار کرے۔ قرآن حکیم اور حدیث نبوی ہمیں یہ بتلاتے ہیں کہ غلط چیز ہمیشہ غلط ہوتی ہے برائی رہتی ہے۔ اور گناہ کبھی نیکی میں تبدیل نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر شخص اس پر عمل کر رہا ہے۔ اگر مسلمان کا کبھی کوئی مخصوص لباس نہیں رہا ہے۔ جیسا کہ بعض جدید سکالر اصرار کرتے ہیں۔ تو مصطفیٰ کمال اتاترک کے زمانے میں ترکی میں کیوں مقامی لباسوں پر پابندی عائد کر دی گئی تھی۔ اور مغربی لباس کرتا لونگا ہر شخص کیلئے لازمی قرار دیا گیا تھا؟ قرآن حکیم اور سنت رسول اللہ سے لباس کی ظاہری ساخت اور کردار کے سلسلہ

ہیں رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اسلام کس قسم کی طرز زندگی قائم کرنا چاہتا ہے سورۃ اعراف کی چھبیسویں آیت اور سورۃ النور کی بتیسویں اور اکتیسویں آیات کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ جس میں تمام مسلمان مرد اور عورتوں کو خطاب کیا گیا ہے جلکہ ہے کہ ایسا لباس جس میں کسی اور قوم کی نقالی نہ کی گئی ہو۔ جو زرق برق نہ ہو اور جو غیر تکلفانہ اور شرم و حیا کا آئینہ دار ہو۔ یہ لباس نہ صرف افراد کیلئے بلکہ تمام مسلم معاشرہ کیلئے اہمیت کا حامل ہے۔ تاکہ یہ سادے طور طریقے اور سادہ طرز زندگی کو اور مضبوط کر دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

① جو شخص کسی قوم کی مشابہت کو اختیار کرے وہ گویا اس قوم میں سے ہے۔ (مسند احمد و سنن ابی داؤد)

② کپڑے کا پرانا ہونا اور زینت دنیا کا ترک کرنا ایمان کی علامت ہے۔ (ابو داؤد)

③ دنیا میں جو شخص سوت کا کپڑا پہنے (یعنی جس کپڑے سے اسکا تکبر اور اسکی عظمت کا اظہار ہوتا ہو) اللہ تعالٰے اسکو قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔" (ترمذی احمد ابو داؤد۔ ابن ماجہ)

④ جو شخص زینت کے لباس کو ترک کر دے اس حال میں ہی کہ وہ اسکے پہننے کی استطاعت رکھتا ہو۔ اللہ تعالٰی اسکو عظمت و بزرگی کا لباس پہنائے گا۔" (ترمذی۔ ابو داؤد)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے"..... دولت مندوں کی صحبت سے دور رہ اور اس وقت تک کپڑے کو پرانا سمجھ کر نہ پھینک جب تک وہ پیوند کے قابل رہے (ترمذی)۔

⑤ سفید کپڑے پہنا کرو اس لئے کہ وہ بہت پاک اور پسندیدہ ہیں اور سفید کپڑوں میں ہی اپنے مردوں کو کفن دیا کرو" (احمد ترمذی، نسائی ابن ماجہ)۔

⑥ تم عمامہ باندھا کرو اس لئے کہ پگڑیاں فرشتوں کی علامت ہے۔ اور عمامے کے شملہ کو اپنی پشت کی طرف چھوڑ دو" (بیہقی)

⑦ جو شخص تکبر اور ریا سے اپنی ازار (تہبند پاجامہ) کو ٹخنوں سے نیچے لٹکائے گا۔ اللہ تعالٰے قیامت کے دن اسکی طرف رحمت کی نظر سے نہ دیکھے گے۔" (بخاری و مسلم)

⑧ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے ازار کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچا ہو وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔" (بخاری)

مغربی لباس جو ہمارے موجودہ معاشرہ میں انگریز کی سابقہ غلامی کی وجہ سے جاری اور ساری ہے۔ وہ سادگی کفایت شعاری اور تقوی کے معیار سے بالکل ہم آہنگ نہیں ہے بیگانگی اور باہر سے لائے گئے کے علاوہ یہ لباس وضو اور نماز کے ادا کرنے میں بھی رکاوٹ ڈالتا ہے۔ علاوہ ازیں مغربی لباس زیب تن کرنے سے احساس کمتری اور اپنی روائتی اقدار اور نیکیوں کو حقارت سے دیکھنے کی ایک ذہنیت پیدا ہو جاتی ہے۔

یہاں پر خصوصی طور پہ لباس کے بارے میں حضور کی بھولی ہوئی سنت یعنی عامہ کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جو کہ عام لوگوں کا کیا کہنا علمائے کرام ملک کی ایک عظیم اکثریت نے ترک کر دی ہے۔ حالانکہ اس ضمن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد ہے "کہ جس نے میری سنت کے ساتھ دلیل پکڑی میری امت کے بگڑنے کے نزدیک اس کے لیے سو شہید کا ثواب ہے (بیہقی)

عمامہ کا باندھنا سنت مستحب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمامہ باندھنے کا حکم (اوپر حدیث نمبر ۶ میں نقل کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک اور ارشاد ہے کہ "عمامہ باندھا کرو کہ اس سے حلم میں بڑھ جاؤ گے"۔ (فتح الباری) عمامہ کے نیچے ٹوپی رکھنا سنت ہے۔

اس لئے اشد ضروری ہے کہ منبر و محراب سے عمامہ کو رواج دینے کے سلسلہ میں ایک زبردست تحریک چلائی جائے تاکہ ہمارے معاشرے میں اس کی قدر و منزلت ہو کہ اس کی نسبت جناح کیپ کے برعکس براہ راست سرور کائنات سے جن کے طریقوں میں دنیاوی و اخروی کامیابی ہے جن کی ایک سنت اپنانے سے دوسری سنتوں کے اپنانے کے راستے کھل جاتے ہیں۔

اسلام کافر اقوام کی طرز زندگی کی مخالفت کرتا ہے۔ اور زندگی کے بارے میں ہمارے بنیادی طرز فکر کو بدلنا چاہتا ہے۔ نہ کہ صرف ہماری ظاہر اور فردی حالت کو منکسرانہ طرز فکر اور خصوصًا سادہ لباس اسلام کے بتائے ہوئے مکمل طرز زندگی کا ایک حصہ ہے۔ قرآن اور حدیث میں مرد اور عورت کو اپنی ستر ڈھکنے کے لئے (خاص طور پر گھر سے باہر کی زندگی میں) تفصیلی احکام موجود ہیں۔

ملک کے اندر اسلامی اداروں پر اس سلسلہ میں بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس، فاخرانہ لباس کی جو مصنوعی عزت اور وقار کی کھوکھلی علامات ہے اس کی بے مائیگی کو بے نقاب کریں یہ نقالی قومی خزانہ پر بھی ایک بہت بڑا بوجھ ہیں۔ ان حالات میں مسلم دنیا میں ہر سطح پر کوشش کرنی چاہیے کہ مسلم دنیا اپنے روائتی لباسوں کو اختیار کرئے۔ جو باوجود مقامی جزوی تبدیلیوں کے سنجیدگی متانت۔ سادگی اور شرم وحیا کے حامل ہیں۔ ہمارے اس کھوئے ہوئے آثاثے میں بے انتہا صلاحیتیں پوشیدہ ہیں۔ ہماری اندرونی پاکیزگی اور ہمارے بین الاقوامی وقار کو مستحکم کرنے کیلئے اس کی شدید ضرورت ہے (خصوصًا ہمارے دانشوروں کے اندر) کہ ایسی ذہنی تبدیلی پیدا کی جائے جو ہمیں اپنی اقدار اور طور طریقوں کی طرف لے جائے یہ ہمارے اسلامی تشخص کو جو مدتوں سے ہماری اندھی تقلید کی وجہ سے مسخ ہو کر رہ گیا ہے وہ دوبارہ قائم کرنے میں بھی معاون ثابت ہوگی۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیئے کہ اگر تم

باقی صفحہ ۲۶ پر

مسئلہ ختم نبوت

قادیانیوں کے تین مغالطے

اور

ان کا مدلل جواب

مولانا سید محمد علی حسینی

اسلامی عقاید میں ختم نبوت کا عقیدہ بھی قطعی اور حتمی ہے۔ امت محمدیہ کے ہر فرد کے لیے توحید و رسالت کے ساتھ ساتھ یہ عقیدہ رکھنا لازم ہے کہ نبوت و رسالت کا سلسلہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا گیا، اب آپ ؐ کے بعد قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہیں پیدا ہوگا۔ سارے ہی صحابہ، تابعین، ائمہ، علماء، صوفیا اور جمیع بزرگان دین اور صالحین امت اس عقیدے پر متفق ہیں۔ اس میں بھی دو رائیں نہیں ہیں، بلکہ اس بارے میں یہاں تک وضاحت کی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے اور کوئی اس سے پوچھے کہ تم نبی ہو تو تمہارا معجزہ کیا ہے تو فرمایا گیا کہ یہ جھوٹا مدعی نبوت تو کافر اور خارج از اسلام ہے ہی لیکن ساتھ ساتھ اس سے معجزہ طلب کرنے والا بھی کافر اور خارج از اسلام قرار پائے گا۔ یہ اس لیے کہ معجزہ کا طلب کرنا خود اس بات کا اشارہ ہے کہ اس نے امکان نبوت کو تسلیم کر لیا۔ غرض اس سے ختم نبوت کے عقیدے کی قطعیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

اس عقیدے کی اتنی قطعیت کے باوجود مسلیمۂ کذاب اور اسود عنسی سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی تک ایک تعداد ہم کو ملتی ہے جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ نبوت کے دعوے کچھ غیر متوقع بھی نہیں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے بعد تیس دجال اور کذاب نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ واقعاتی اعتبار سے دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے عہد خلافت میں جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے ان کے خلاف بلا پس و پیش جہاد کے لیے تلوار بے نیام کی اور سارے ہی صحابہ رضؓ نے آپ رضؓ کا ساتھ دیا، کسی صحابی نے حضرت صدیق اکبر رضؓ سے یہ نہ پوچھا کہ صاحب! ذرا ان سے پوچھئے تو سہی کہ ان کی تعلیمات کیا ہیں۔ وحی کی کیا صورت ہے، ان کا معجزہ کیا ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ مدعی نبوت اور اس کے ساتھیوں کو بزور شمشیر جہنم رسید کرنے کے کوئی دوسری صورت نہیں اور نہ ان سے کوئی گفتگو اور قیل و قال کی ضرورت ہے۔

عام طور پر سادہ لوح اور سطحی علم رکھنے والوں کو جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے متبعین قرآن مجید ہی کی بعض آیات سے یہ مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں، ابھی سلسلۂ نبوت جاری ہے۔ یہاں فی الوقت صرف تین آیتوں کے بارے میں مدعیان نبوت کا مغالطہ اور اس پر کچھ تبصرہ کیا جاتا ہے۔

”ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین و حسن اولئک رفیقا“

(سورۃ نساء۔ آیت :۶۹)

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اللہ اور رسول کی اطاعت کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ جن لوگوں پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ۔

اس آیت میں یہ مغالطہ دیا جاتا ہے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والے کو انبیاء، صدیقین اور شہداء اور صالحین کی معیت حاصل ہوگی، جب صدیقین، شہداء اور صالحین کا سلسلہ قیامت تک جاری ہے اور منقطع نہیں ہوا ہے تو پھر پہلا ہی گروہ یعنی انبیاء کا سلسلہ کیوں منقطع مانا جاتا ہے، اگر یہ سلسلہ منقطع مانا جائے تو پھر ان کی معیت کیسی۔

اس میں مغالطہ یہ ہے کہ یہ معیت دنیاوی ہو گی۔ اور اس معیت کے لیے ان چاروں گروہوں کا دنیا میں موجود رہنا ضروری ہے حالانکہ یہ معیت اصل میں آخرت میں حاصل ہوگی اور اللہ اور رسول کی اطاعت کے سبب مومن بندہ ان چاروں گروہوں کے ساتھ محشور ہوگا۔ اور یہ بات عقل اور نقل ہر اعتبار سے صحیح ہے کہ یہ معیت آخرت میں حاصل ہوگی نہ کہ دنیا میں سارے ہی مفسرین نے اس آیت کی اسی انداز سے تفسیر فرمائی ہے۔ ناظرین ابن کثیر کی تفسیر اس سلسلے میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ کسی بھی مفسر نے اس آیت کے ضمن میں یہ نہیں بتایا کہ یہ چاروں گروہ قیامت تک دنیا میں قائم رہیں گے واقعہ یہ ہے کہ انبیاء تو کیا صدیقین، شہداء اور صالحین بھی کسی زمانے میں دنیا میں موجود نہ ہوں تو اس آیت کے معنی و مطلب پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

۲. یا ایہا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحاانی بما تعملون علیم۔
(سورۃ مومنون آیت ۵۱)

اس آیت پاک کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سارے رسولوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ پاک غذا کھاؤ اور صالح عمل کرو۔

کہا جاتا ہے کہ یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور اس میں رسولوں سے خطاب فرمایا گیا، اب آپ کے بعد کوئی رسول ہی نہ ہو تو پھر یہ خطاب کس سے ہے؟ اور کن کو حکم دیا جا رہا ہے

یہ اشتباہ قرآنی بلاغت اور اس کے معجزانہ اسلوب کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، بات یہ ہے کہ پاک غذا کھانے اور صالح عمل کرنے کا حکم سارے ہی رسولوں کو ان کے اپنے زمانوں میں دیا گیا تھا اور کوئی رسول اس سے مستثنیٰ نہیں تھا۔ اسکو اس انداز سے بیان کیا گیا گویا سب رسول ایک وقت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہیں اور ان کو یہ حکم دیا جا رہا ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ روز اوّل ہی میں پیش کیا ہو تو اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ اس آیت کے نزول کے بعد بھی رسولوں کا سلسلہ جاری رہے گا اور ابھی ابھی یہ حکم جاری اور نافذ ہے اس کی ایک مثال اور بھی قرآن مجید میں موجود ہے۔

یاجبال اوّبی معہ والطیر
(سورۃ سبا آیت ۱۰)

یعنی اللہ تعالیٰ پہاڑوں اور پرندوں کو مخاطب کر کے حکم دیتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کریں۔ اب اگر کوئی یہ سمجھ بیٹھے کہ آج بھی یہ حکم جاری اور نافذ ہے اور آج بھی پہاڑ اور پرندے حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کرنے کے پابند ہیں۔ تو یہ عقل و فراست سے دیوالیہ کی بات ہوگی۔

یوں بھی اس آیت میں "رسولوں" سے خطاب ہے، کسی ایک رسول سے خطاب نہیں ہے تو چاہیے تو یہ تھا کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے رسولوں میں ہر بعد کے رسول نے اپنے پیشرو رسول کی تصدیق کی اسی طرح بعد کے مدعیان نبوت و رسالت بھی ایک دوسرے کی تصدیق کرتے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی تک کسی نے بھی اپنے پیش رو کی تصدیق نہیں کی۔ فی الوقت قادیانیوں ہی پوچھا جا سکتا ہے کہ وہ مرزا کے علاوہ اور کن کن اشخاص کو نبی یا رسول مانتے ہیں اور ان اشخاص کی اکابر امت میں سے کن حضرات نے تصدیق کی ہے؟

۳. "خاتم النبیین" کا لفظ بھی سخت معرض بحث میں ہے لفظ "خاتم" "تا" کے زبر کے ساتھ بھی ہے اور زیر کے ساتھ بھی، لیکن قرآن مجید میں تاء کے زبر کے ساتھ لکھا جاتا ہے ہر دو کے معنیٰ "مہر" اور ختم کرنے والے کے آتے ہیں، صاف مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت و رسالت ختم کر دیا گیا۔ اور اس سلسلہ پر مہر لگا دی گئی، جس چیز پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ نہ اس میں کوئی چیز ڈالی جائے اور نہ اس میں سے کوئی چیز نکالی جائے، سلسلۂ نبوت پر مہر کے معنی یہ ہیں کہ جتنے انبیاء آ چکے وہ اپنے منصب نبوت سے معزول نہیں ہوں گے اور آئندہ کوئی نبی نہیں ہوں گے قدیم زمانے میں جب کہ لکھنے پڑھنے کا رواج نہیں تھا۔ لوگ مہر جوا کر حفاظت اور ہمیشہ ساتھ رکھنے کے لیے ایک حلقہ میں جڑ کر اس کو انگلی میں پہن لیتے تھے۔ اور اس حلقہ دار چیز کو مہر کی رعایت سے "خاتم" کہتے تھے۔ جب لکھنا پڑھنا عام ہوا اور مہر کی ضرورت نہ رہی تو مہر کی جگہ خوبصورتی کے لیے نگینہ استعمال کیا جانے لگا۔ یہی چیز اردو میں "انگوٹھی" کہلاتی۔ لیکن عربی میں اس کے لیے "خاتم" کا لفظ استعمال کیا جانے لگا "نگینہ" اور "انگوٹھی" دو الگ الگ چیزیں ہیں، نگینہ کو عربی میں "فص" اور انگوٹھی کو خاتم کہتے ہیں۔ کبھی بھی فص کہہ کر انگوٹھی اور خاتم کہہ کر نگینہ مراد نہیں لیا گیا۔ ایسی کوئی مثال عربی ادب میں موجود نہیں ہے۔ خود اردو میں بھی نگینہ کے لیے انگوٹھی یا انگوٹھی کے لیے نگینہ کا لفظ استعمال نہیں کیا جاتا۔ اگر کوئی شخص ایسا لفظ استعمال کرے تو اس کو بے وقوف اور احمق ہی سمجھا جائے گا۔ لیکن ان مدعیان نبوت کی عقلوں پر خدا کی مار ہے کہ "خاتم النبیین" کا وہ مطلب بیان کرتے ہیں۔ جو لفظ "فص النبیین" کا ہونا چاہیے اور کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ "ہم گروہ انبیاء میں ایسے ہیں۔ جیسے پتھروں میں نگینہ۔ لیکن قرآن پاک میں "فص النبیین" کا لفظ ہی نہیں ہے۔ تو یہ مفہوم کیسے لیا جا سکتا ہے۔

غرض قرآن پاک میں ایسا کوئی اشارہ موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ نبوت و رسالت کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔ اور اگر کسی نے کچھ نکتہ پیدا کرنے کی کوشش کی تو سوائے مغالطہ اور فریب یا پھر اپنی عقل و فراست اور دین و ایمان کے دیوالیہ کے کچھ نہیں۔

اللھم احفظنا منہا

(بشکریہ قرطاس و قلم حیدر آباد دکن انڈیا)

بقیہ: قرآئین کی توہین

صدر مملکت اور وزراء کی موجودگی میں نہایت دیدہ دلیری اور بے باکی سے کہا کہ میں پہلا مسلمان سائنسدان ہوں جس کو نوبل انعام دیا گیا۔ جب کہ اسی اسمبلی کے ہال نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ صدر مملکت کی موجودگی میں آئین کی دھجیاں بکھیری گئیں۔ پھر اسی بات سے حوصلہ پا کر ڈاکٹر صاحب نے ملک بھر میں اپنے آپ کو مختلف تقریبات میں مسلمان کیا۔ اور پریس کانفرنسوں میں اس کا اظہار کرتا رہا۔ اگر صدر صاحب اسی وقت ڈاکٹر صاحب کو کہہ دیتے کہ آپ ایک پاکستانی تو ہیں لیکن آئین کی رو سے مسلمان نہیں تو بات اتنی نہ بڑھتی۔

بقیہ: مرزا کی مسیحیت

مالی فراوانی ہوئی کہ کوئی لینے والا باقی نہ رہے اور نہ اسلام کو ایسا غلبہ حاصل ہو سکا کہ تمام ملتیں اسلام میں ضم ہو جائیں اور جہاد و جزیہ کی ضرورت باقی نہ رہے۔

صلیب توڑنے کا مفہوم اگر دلائل کے ذریعہ اسلام کو عیسائیت پر غالب کرنا ہو تو کیا اس کام کے لیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافی نہ تھے، اور جہاں تک استدلالی غلبہ کی بات ہے تو سلف صالحین نے رد عیسائیت پر جو کام کیا ہے وہ مرزا صاحب کی براہین احمدیہ سے کہیں بڑھ کر ہے۔

کیا یہ آئین کی توہین نہیں

مولانا سید منظور احمد شاہ آسی صاحب مانسہرہ

روزنامہ جنگ کی یکم اگست کی اشاعت میں آخری صفحہ پر "پہلا پاکستانی نوبل انعام یافتہ" کے عنوان سے ایک مختصر سا مضمون نظر سے گزرا جس میں منزہ اقبال نے مشہور پاکستانی قادیانی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام کے بارے میں ایک معلوماتی تجزیہ پیش کیا جہاں تک نفس مضمون کا تعلق ہے اس سے ہمیں کوئی اختلاف نہیں۔

لیکن مضمون نگار صاحبہ نے جوش عقیدت میں، ایسی باتیں تحریر کی ہیں۔ جن کے پڑھنے سے مسلمان اکثریت کے جذبات مجروح ہوئے اور پاکستانی آئین کی بھی خلاف ورزی ہوئی ہے منزہ صاحبہ تحریر کرتی ہیں "سب سے بڑا انعام یعنی نوبل انعام حاصل کرنے والے اس سے پہلے مسلمان سائنسدان کا نام عبدالسلام ہے وہ جھنگ (پاکستان) کے ایک ایسے گھرانے میں پیدا ہوئے جہاں دنیاوی دولت کی ریل پیل تو نہیں تھی البتہ ایمان کی دولت بہت تھی" مندرجہ بالا عبارت کو ذرا غور سے پڑھیں۔ کون نہیں جانتا کہ ڈاکٹر موصوف متعصب اور کٹر قادیانی ہیں۔ اپنے تعصب کا اظہار وہ باقاعدہ بین الاقوامی پریس کانفرنسوں میں کرتے رہتے ہیں اور سابقہ حکومت کے دور میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے قومی اسمبلی کے تاریخ ساز فیصلہ کے خلاف حکومت پاکستان سے ناراض ہو کر احتجاجاً ملک سے باہر چلے گئے اور باوجود حکومت کی بھاری پیشکشوں کے وطن واپس آنے سے انکار کر دیا جب ڈاکٹر صاحب کو طبیعیات میں تحقیقات کے نتیجے میں نوبل انعام دیا گیا تو حکومت پاکستان نے انکی حوصلہ افزائی کے لئے معمول کے مطابق ڈاکٹر آف سائنس کی ڈگری دی گئی۔ صدر مملکت نے بھی ڈاکٹر کو اعزازی ڈگری دی تھی وہ بطور ایک پاکستانی ہونے کے دی تھی اس بنا پر نہیں دی تھی وہ [illegible] صاحب قادیانی ہیں جہاں تک قادیانی فرقے کا تعلق ہے تو سابقہ حکومت کے دور میں قانون ساز اسمبلی نے متفقہ طور پر مرزائیوں کی دونوں جماعتوں (قادیانی۔ لاہوری) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور دونوں جماعتوں کے اس وقت کے سربراہوں (آنجہانی مرزا ناصر احمد اور آنجہانی صدر الدین) کو اپنے عقائد نظریات اور صفائی پیش کرنے کا پورا موقع دیا گیا۔ اور قومی اسمبلی میں خصوصی کمیٹی میں طویل جرح کے بعد مرزا قادیانی کی تحریروں اور دعاوی کو سامنے رکھتے ہوئے جو آج بھی مرزائے قادیان کی کتابوں میں موجود ہیں مثلاً مسیح موعود، مثیل مسیح، مسیح ابن مریم، مہدی موعود، ظلی، بروزی، امتی اور پھر اصلی نبی و رسول اور پھر سرکار دو جہاں سے بھی افضلیت کا دعویٰ یہاں تک کہ مرزا صاحب کے ایک چیلے قاضی اکمل نے چند اشعار مرزا صاحب کی شان میں لکھے جن میں دو مندرجہ ذیل ہیں۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

جب یہ اشعار مرزا صاحب نے تو جزاک اللہ کہہ کر وہ فریم شدہ قطعات اپنے ساتھ اندر لے گئے مرزا صاحب نے خدائی کا بھی دعویٰ کیا اور خدا کے بیٹا ہونے کا بھی دعویٰ کیا۔ کہ یہ زمین و آسمان میں نے پیدا کئے ہیں۔ چنانچہ مندرجہ حقائق کی روشنی میں قومی اسمبلی نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اب اگر منزہ اقبال صاحبہ ڈاکٹر صاحب کو مسلمان تحریر کریں اور ایمان کی وافر دولت ڈاکٹر صاحب کے کھاتہ میں ڈالیں تو مسلم اکثریت کی دل آزاری ہے۔ اور پاکستانی آئین کے ساتھ کھلا مذاق ہے اور ۱۹۷۳ء کے آئین کی واضح خلاف ورزی ہے بالغرض قومی اسمبلی مرزائی گروہ کو غیر مسلم اقلیت قرار نہ بھی دیتی تو بھی مرزا صاحب کے اپنے عقائد نظریات تحریرات و دعاوی کے پیش نظر خارج از اسلام تھے کیونکہ قرآن و احادیث اور اجماع امت کے مسلمہ عقیدہ کے خلاف مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور جہاد کی حرمت کا فتویٰ دیا اور انگریز کی اطاعت فرض عین قرار دی اور یہ تمام باتیں مرزا صاحب کی کتابوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

مضمون نگار صاحبہ کو قطعاً اس بات کی جرأت نہ ہوتی اگر صدر مملکت قادیانیوں کو اتنی ڈھیل نہ دیتے اور اپنے جاری کردہ آرڈیننس پر سختی سے عملدرآمد کراتے لیکن بقول شاعر ے

اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست۔

وہی قومی اسمبلی کا ہال جس میں ۱۹۷۴ء میں قوم کی منتخب قومی اسمبلی کے ارکان نے متفقہ طور پر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اسی قومی اسمبلی کے ہال میں، ڈاکٹر عبدالسلام کو صدر مملکت نے خصوصی تقریب میں، ڈاکٹر آف سائنس کی اعزازی ڈگری دی۔ اور عبدالسلام

باقی صفحہ ۱۲ پر

مرزا قادیانی لکھتا ہے ــــــ میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ (تریاق القلوب صفحہ ۲۷ مطبوعہ ربوہ)

تیسری مجلس

50 الماریوں میں سے ایک انوکھی پیشکش

مسٹر طاہر مرزا ــــ ملکہ کے حضور ــــ آداب عرض

ملکہ ــــ آ گئے مسٹر مرزا ــــ بیٹھو

مرزا ــــ جی! میں جس مقصد کے لیے حاضر ہوا تھا وہ انتہائی ضروری ہے۔ پہلی مجلس میں، میں بیان کرنے لگا تھا۔ لیکن بات دوسری طرف جا نکلی ــــ دوسری مجلس میں بھی بات دور جا نکلی ــــ حکم ہو تو عرض کر دوں۔

ملکہ ــــ ایسی جلدی بھی کیا ہے ــــ اب تو مستقل ہمارے ہی ملک میں رہنے کا پروگرام ہے نا؟

مرزا ــــ ایک لحاظ سے تو دل چاہتا ہے کہ یہیں رہوں!

ملکہ ــــ کس لحاظ سے؟

مرزا ــــ آپ کی عنایت خسروانہ اور سرپرستی کے لحاظ سے۔

ملکہ ــــ تو رہو ــــ ہم تمہارا پورا پورا خیال رکھیں گے۔

مرزا ــــ لیکن جو کام میں وہاں رہ کر کر سکتا ہوں یہاں نہیں ــــ اور پھر ہماری زیادہ جماعت وہیں ہے اور پھر مجھے کچھ چندے وندے بھی لینے ہوتے ہیں، اندیشہ ہے کہیں بند نہ ہو جائیں ــــ ساتھ یہ کھٹکا ملکہ دھڑکا بھی لگا رہتا ہے کہ کہیں میرے پیروکار بددل اور مایوس ہو کر جماعت کو ہی خیرباد نہ کہہ دیں ــــ یہ بھی سوچتا رہتا ہوں کہ وہاں کے حالات میرے حق میں سازگار نہیں

ملکہ ــــ مسٹر طاہر! تم بہت بھولے ہو ــــ ہر وقت اس طرح کی سوچوں میں پڑے رہے تو اپنی صحت برباد کر بیٹھو گے ــــ چھوڑو ان کو ــــ ہاں یہ بتاؤ، تمہارے دادا جان نے سب سے پہلے ملہم اور مجدد کا دعویٰ کیا پھر کیا ہوا؟

مرزا ــــ پھر، پھر بھی انہوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔

ملکہ ــــ یہ کس لیے؟

مرزا ــــ یہ اس لیے کہ مسلمانوں کا ردعمل معلوم کیا جائے۔

ملکہ ــــ تو ردعمل ہوا؟

مرزا ــــ جی ہاں! ردعمل ہوا اور خاصا شدید ردعمل ہوا۔

ملکہ ــــ پھر تو تمہارے دادا جان بددل اور مایوس ہو گئے ہوں گے؟

مرزا ــــ جی نہیں ــــ بددل اور مایوس اس لیے نہیں ہوتے کہ اس وقت تک ہزاروں افراد بیعت کر چکے تھے ــــ بہت سے لوگوں نے بیعت توڑ دی ــــ پھر بھی اچھی خاصی جماعت تیار ہو گئی تھی۔

ملکہ ــــ جماعت سے باہر کیا حال تھا؟

مرزا ــــ جماعت سے باہر مخالفت، شدید تھی ــــ وہ تو ہوتی رہی لیکن میرے دادا جان کا اصل پروگرام چونکہ دعوائے نبوت تھا۔ اس لیے ان کی کوشش تھی کہ جو لوگ میرے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں ان کو ذہنی طور پر تیار کیا جائے اور وہ تیار ہو گئے اور اس قدر تیار ہو گئے کہ مہدی کے مسئلہ پر وہ مسلمانوں سے بحث کرتے تھے انہیں دادا جان کے محیر العقول کارنامے گھڑ گھڑ کر بتاتے تھے۔ اس طرح مہدی کے دعویٰ پر جو لوگ ٹوٹ گئے تھے اس سے زیادہ جڑ گئے۔

ملکہ ــــ اس کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا؟

مرزا ــــ جی نہیں ــــ ابھی وہ منزل نہیں آئی تھی۔

ملکہ ــــ تو پھر کیا کیا؟

مرزا ــــ پھر دادا جان نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔

ملکہ ــــ یہ کیوں؟ ــــ ہماری بلی ہمیں کو میاؤں ــــ یہ مسیح ہونے کا دعویٰ کیوں کیا؟

مرزا ــــ تھے وہ کچھ بھی نہیں آپ بھی جانتی ہیں میں بھی جانتا ہوں ــــ آپ ہی کی حکومت نے تو انہیں اس لائن پر لگایا تھا ــــ اگر وہ صرف نبوت کا دعویٰ کرتے تو بدنام ہو جاتے ــــ کیونکہ ظاہر بات ہے کہ انہوں نے سرکار برطانیہ کی تعریف کی تھی ملکہ عالیہ وکٹوریہ

کے گیت گانے تھے ——— جہاد کو حرام کرنا تھا۔ ایسے میں نبوت کے دعوے کا مطلب یہ ہوتا کہ نبوت کا دعویٰ سرکار برطانیہ کو خوش کرنے کیلئے ہے ——— انہوں نے مسیح کا دعویٰ کر کے اس قسم کے پروپگنڈے کے آگے بند باندھنے کی کوشش کی تھی۔ اگر کوئی شخص ایسی بات کہتا یا لکھتا تھا تو فوراً اس کا یہ کہہ کر جواب دیدیا جاتا کہ حکومت عیسائی ہے وہ مسیح کے دعوے کو کیسے برداشت کرتی ——— نتیجۃً یہ جہاد و مسلاؤ پر تو زیادہ کارگر نہ ہوسکا۔ داداجان کے ساتھ جو لوگ وابستہ ہو چکے تھے وہ مطمئن ہوگئے۔

۲ ——— دوسری بات یہ ہے کہ تمام مسلمان مسیح اور مہدی کی آمد کے منتظر ہیں۔ ان کی حدیث کی کتابوں میں مسیح ابن مریم کے نزول اور امام مہدی کے ظہور کے بارے میں حدیثیں آتی ہیں۔ اور مسلمانوں کا ان پر ایمان ہے۔ میرے داداجان نے انہیں حدیثوں کی بنیاد پر مسیح کا دعویٰ کیا ہے ——— اور چونکہ نازل ہونیوالے مسیح نبی تھے۔ اسلیے داداجان نے نزول کا معنیٰ پیدا ہونا مراد لیا اس طرح ان کی نبوت کی راہ ہموار ہوگئی۔ اس لیے آپ کو داداجان کے دعوائے مسیحیت پر ناراض ہونے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ اور دوسرے بہت سے دعوے نبوت کی تمہید تھے۔ اس طرح انہوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

ملک ——— کیا مخالفت ہوئی تھی؟

مرزا ——— جی ہاں سخت ردعمل ہوا لیکن جماعت کا سلسلہ خاصا وسیع ہو چکا تھا ——— بنیادیں گہری ہو چکی تھیں۔ تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ مولوی لوگ بڑے چیخے اور اب تک چیخ رہے ہیں۔ سلطنت برطانیہ اور شاہی خاندان کی خصوصی شفقتوں اور حصلہ کی وجہ سے ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکا۔

ملک ——— سنا ہے تمہارے داداجان انتہائی دلچسپ آدمی تھے؟

مرزا ——— اصل میں وہ انتہائی ذہین فطین آدمی تھے۔ اسی لیئے سرکار نے ان کا انتخاب کیا تھا۔ جب انہوں نے ملہم، مجدد، مہدی، مسیح نبی ہونے کے ساتھ دوسرے سینکڑوں دعوے کیے تو اس بات کا امکان تھا کہ کچھ منچلے لوگ ان سے کسی خرق عادت کام کسی کرامت اور کسی معجزے کا مطالبہ کریں اور یہ ناممکنات میں سے تھا ——— تو انہوں نے خود کو ایسا بھولا اور سادہ بنالیا کہ ضعیف الاعتقاد لوگ انہیں دیکھ کر ہی یہ سمجھتے کہ یہ کوئی اس دنیا کا انسان نہیں بلکہ کسی اور دنیا سے آئی مخلوق ہے۔

ملک ——— اچھا تو ہمیں یہ بتاؤ کہ نبی بننے کے لیے انہوں نے کیا کیا سوانگ رچائے؟

مرزا ——— بہتر ہے کچھ سنا دیتا ہوں۔ میرے والد مرزا بشیر احمد ایم۔ اے نے ایک کتاب سیرۃ المہدی کے نام سے لکھی ہے اس کے پہلے حصے میں (ص۲۳۲) وہ لکھتے ہیں:۔

"ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزے کو ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی اس وقت گھر میں کوئی اور اس کام کا کرنے والا نہ تھا۔ اس لیے داداجان نے اس چوزے کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے۔ مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے اپنی انگلی کاٹ ڈالی جس سے بہت خون بہہ گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے"

ملک ——— تو کیا ان کو ذبح کرنے کا طریقہ ہی معلوم نہیں تھا؟

مرزا ——— معلوم تھا وہ تو بچپن سے ہی اس کے ماہر تھے ——— ہماری دادی جان کہتی ہیں کہ وہ بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہ ہوتا تو تیز سرکنڈے سے چڑیوں کو حلال کر دیا کرتے تھے۔

ملک ——— تو پھر انہوں نے ایسا کیوں کیا؟

مرزا ——— اپنے تقدس کا رعب جمانا تھا اور یہ بتانا تھا کہ وہ "دنیوی اشغال کے لیئے بنائے نہیں گئے تھے"۔

ملک ——— اچھا! اور کوئی واقعہ

مرزا ——— ایک دفعہ کسی شخص نے "داداجان" کو ایک جیبی گھڑی تحفہ میں دی۔ "داداجان" اس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے۔ زنجیر نہیں لگاتے تھے اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ کر ہندسے گنتے تھے۔ اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے۔

ملک ——— واقعی! ایسا کرتے تھے؟

مرزا ——— بالکل ایسا ہی کرتے تھے۔

ملک ——— انگلش نہیں جانتے ہوں گے؟

مرزا ——— داداجان انگریزی جانتے تھے وہ جب سیالکوٹ کی کچہری میں ملازم تھے تو مولوی الٰہی بخش صاحب کی سعی سے جو چیف محرر مدراس تھے۔ کچہری کے ملازم منشیوں کے لیے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی انگریزی پڑھا کریں، ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اس وقت اسسٹنٹ سرجن تھے۔ استاد مقرر ہوئے داداجان نے ان سے انگریزی کی دو کتابیں پڑھیں ——— ان کے تو انگریزی میں الہام بھی ہیں ان کے چند انگریزی الہام یہ ہیں "آئی لو یو" (میں تم سے محبت کرتا ہوں) "آئی ایم ود یو" (میں تمہارے ساتھ ہوں) "آئی شیل ہیلپ یو (میں تمہاری مدد کروں گا) داداجان فرماتے تھے کہ اس وقت ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ "گویا ایک انگریز ہے جو سر پہ کھڑا بول رہا ہے"

(باقی ص۲۶ پر)

محمد احمد مجاہد فقیر والی ضلع بہاول نگر

ایک جھوٹے مدعی نبوت کی سرگذشت

حکیم مقنع خراسانی ایک جھوٹا مدعی نبوت تھا اسکے نام میں اختلاف ہے بعض نے ہشام یا ہاشم بتلایا ہے۔ حکیم کے لقب سے مشہور تھا۔ یہ مرو کے پاس ایک گاؤں کازہ کمین دات میں رہتا تھا۔ غریب دھوبی کے گھر پیدا ہوا نہایت ذہین تھا۔ اس نے علم حاصل کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ خراسان میں کوئی شخص اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا تھا۔ خصوصاً علم بلاغت حکمت فلسفہ، شعبدہ، طلسمات وسحر میں ید طولیٰ رکھتا تھا۔ اسکی خلقت میں ایک بہت بڑا عیب تھا جسکی وجہ سے اسکی مقبولیت میں کافی فرق پڑتا تھا وہ یہ کہ نہایت کریہہ المنظر، پست قامت، حقیر اور کم رو شخص تھا اور اس پر طرہ یہ کہ اسکی ایک آنکھ کانی تھی اس نے اپنا عیب چھپانے کے لئے ایک ریشمی چہرہ تیار کروایا تھا جو ہر وقت چہرے پر چڑھائے رکھتا تھا جب کوئی شخص نقاب پوشی کی وجہ دریافت کرتا تو کہہ دیتا کہ تم میرے چہرے کی ضیا پاشی کی تاب نہیں لا سکتے اس نے ایک چاند پارے اور دوسرے کیمیائی اجزا سے تیار کیا تھا یہ چاند غروب آفتاب کے بعد پہاڑ کے عقب سے طلوع ہو کر آسمان پر روشن رہتا تھا۔ اور صبح صادق سے پہلے غروب ہو جاتا تھا اس نے یہ عمل ہندسہ اور انعکاس شعاع قمر کے طریق پر کیا تھا۔ چنانچہ مقنع کی ہلاکت کے بعد لوگوں نے اس کنوئیں کی تہہ میں ایک بڑا طاس پارے سے بھرا ہوا پایا۔ مقنع نے الوہیت کا بھی دعویٰ کیا اور کہا کہ حق تعالیٰ میرے پیکر میں ظاہر ہوا ہے یا یوں کہیے کہ میں خدا کا اوتار ہوں۔ مقنع نے تمام انبیاء علیہم السلام کو مظہر خداوندی قرار دیا۔ اس نے کہا کہ ہر فرد بشر کا فرض ہے۔ کہ مجھے سجدہ کرے اور میری پرستش کرے تاکہ ہمیشہ کی فلاح کا مستحق ہو۔ ہزارہا لوگ اس کو حقیقی جان کر اسکے سامنے سربسجود ہونے لگے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آپ کو افضل بتلاتا تھا اور اسکی تعلیمات کا اخلاقی پہلو یہ تھا کہ تمام محرمات کو مباح کر دیا اسکے مریدین بے تکلف پرائی عورتوں سے متمتع ہوتے تھے۔ اسکے مذہب میں مردار اور خنزیر حلال تھا۔ نماز، روزہ اور دوسری عبادتیں ترک کر دیں ہر طرف عیاشی کا دور دورہ تھا۔ جب مقنع کا حلقہ مریدین بہت وسیع ہو گیا تو اس نے سیاسی، اقتدار حاصل کرنے کی تدبیریں شروع کیں۔ اس غرض کے لئے اس نے دو زبردست قلعے تیار کروائے۔ ایک کو دشیق کہتے تھے اور دوسرے کا نام سیام تھا قلعہ سیام کی مضبوطی کا یہ عالم تھا کہ اسکی دیوار کے عرض میں تنو سے زیادہ بڑی اینٹیں لگی تھیں۔ مقنع نے اور بھی بہت سے چھوٹے چھوٹے قلعے تعمیر کرائے اور ان میں مضبوطی سے قدم جمائے اور خراسان کے مختلف علاقوں میں مسلمانوں کے خلاف دھما چوکڑی مچادی اسکے ساتھ بخارا صغد اور ترکوں نے اس کا ساتھ دیا یہ اسلام کے بدترین دشمن تھے۔ ان کو جہاں موقعہ ملتا مسلمانوں پر حملے کرتے تھے اور خون ریزی کا بازار گرم کر دیا تھا۔

خلیفہ مہدی نے ابو نعمان جنید اور لیث بن نصر کو فوج دے کر مقنع کے مقابلہ پر بھیجا لیکن اسلامی لشکر کو ہزیمت سے دوچار ہونا پڑا۔ جب خلیفہ کو اس ناکامی کا علم ہوا تو اس نے جبریل بن یحییٰ کو فوج دے کر بھیجا۔ بہت سخت لڑائی ہوئی۔ اس رزم حق و باطل میں حق کی فتح ہوئی۔ اس لڑائی میں ہزیمت خوردہ فوجی جو باقی بچ گئے تھے وہ اپنے پیرو مقنع کے پاس قلعہ سیام میں چلے گئے۔ اب خلیفہ وقت نے ابو عون سپہ سالار کو مقنع کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا بعد میں معاذ بن مسلم کو بھیجا جنہوں نے قلعہ کی ناکہ بندی کر لی۔ مقنع نے اس قلعے کے اردگرد ایک بہت بڑی خندق کھدوا رکھی تھی۔ جس سے قلعے تک پہنچنا بہت مشکل تھا سعید قریشی زمانہ دراز تک اس کوشش میں لگا رہا کہ کسی طرح اسلامی لشکر خندق کو عبور کر کے قلعہ کی فصیل تک پہنچے لیکن، کوئی تدبیر نہ چلی۔ اب سعید نے خلیفہ مہدی کو لکھا کہ ہمارے راستے میں خندق حائل ہے تو خلیفہ نے دس ہزار کھالیں گائے، بیل، بھینس کی ملتان سے اکٹھی کر کے روانہ کیں ان میں ریت بھر کر خندق میں ڈالا گیا تب جا کر اسلامی فوج قلعے کے پاس جانے کے قابل ہوئی۔ مقنع کے پیروؤں نے گھبرا کر مخفی طور پر امان طلب کر لی۔ تیس ہزار آدمی قلعہ کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئے۔ مقنع کے پاس صرف دو ہزار سپاہی باقی

باقی صفحہ 9 پر

بقیہ : اداریہ

یہ حادثہ رونما ہوا تو کسی نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت! اتنا بڑا حادثہ ہوا اور ظفر اللہ بچ گیا تو شاہ صاحب نے قلندرانہ انداز میں فرمایا :۔

"ظفر اللہ اپنا اور اپنی جماعت کا انجام دیکھ کر مرے گا"

"قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید" شاہ صاحب نے جو کچھ فرمایا وہ حرف بہ حرف پورا ہوا۔ ۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ اس کے بعد مارشل لاء لگا اور آئین معطل ہوا تو ۱۹۸۴ء کا آرڈیننس آیا جس میں قادیانیوں کو اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے روک دیا گیا اور پھر ان کا نام نہاد خلیفہ رات کی تاریکی میں ملک چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ربوہ جہاں کوئی مسلمان جا نہیں سکتا تھا۔ اسے کھلا شہر قرار دیا گیا آج وہاں ختم نبوت کے مراکز قائم ہیں، جلسے ہوتے ہیں، جلوس نکلتے ہیں۔ سالانہ کانفرنس منعقد ہوتی ہے، قادیانیوں کا سالانہ جلسہ جسے قادیانی حج کا نام دیتے ہیں وہ بند ہوا۔ ۷۴ء اور ۸۴ء سے قبل ختم نبوت کی تبلیغ کرنے کے جرم میں قادیانی، مسلمانوں کو جیل میں پہنچا دیتے تھے۔ آج قادیانی جیل کی دال کھانے پر مجبور ہیں۔ اور ابھی تو ابتداء ہے۔

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

بہرحال ظفر اللہ اپنا انجام دیکھ کر مرا ہے۔ اس کے مرنے سے سازشوں کا ایک دور ختم ہو چکا ہے ـــــ تاہم مرنے سے پہلے ڈاکٹر عبدالسلام کی صورت میں ایک جانشین چھوڑ گیا۔ دیکھیں یہ کیا گل کھلاتا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چغل خور جنت میں نہ جائے گا۔
(بروایت بخاری شریف)

تعارف و تبصرہ — **نئی مطبوعات** — م-ح-ن

تحفۂ دعا

حصہ اول و دوم

تصنیف:۔ مولانا عبدالسبحان شاہ شجاع آبادی امیر مجلس تحفظ ختم نبوت و خطیب جمن شاہ مسجد ٹنڈو آدم سندھ۔

دعا کا لغوی معنیٰ پکارنا، بلانا وغیرہ ہے شریعت کی روشنی میں اس کا معنیٰ اللہ وحدہٗ لاشریک کو اپنا اللہ اور معبود مان کر اپنی عاجزی اور بے بسی کا اظہار کر کے اسی کو پکارنا اسی کے سامنے اپنی حاجتیں رکھنا اور اسی سے مدد طلب کرنا ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ الدعاء مخ العبادۃ دعا عبادت کا مغز ہے دعا کیسے مانگی جائے، اس کے آداب کیا ہیں، کس کس موقعہ پر کیا دعا کی جائے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے دعائیں فرماتے تھے، مسنون دعائیں کونسی ہیں پہلے انبیاء کرام کیسے دعائیں کرتے تھے اور دعا پر کیا کیا اعتراضات کئے جاتے ہیں اور ان کا جواب کیا ہے؟ فاضل مصنف مولانا عبدالسبحان صاحب شاہ شجاع آبادی نے اپنی خوبصورت تصنیف "تحفۂ دعا" میں ان امور پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ کتاب پر مفسر قرآن مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی، مولانا مولوی اصغر علی صاحب سابق مفتی و ناظم اعلیٰ دارالعلوم حسینیہ شہداد پور، مولانا مفتی عبدالستار صاحب مفتی خیر المدارس ملتان اور دوسرے حضرات کی تقریظات بھی درج ہیں تحفۂ دعا حرمین شریفین کی خوبصورت تصویروں سے مزین ٹائٹل کے ساتھ آفسٹ پیپر پر شائع کی گئی ہے۔ جس کے ساڑھے تین سو کے قریب صفحات ہیں آج جبکہ شرک و بدعت کی گھنگھور گھٹائیں ہر طرف چھائی ہوئی ہیں ایسے دور میں ایسی کتاب کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے کتاب کا ہدیہ صرف تیس روپے ہے۔ مندرجہ بالا پتہ سے منگوائی جا سکتی ہے۔

درس قرآن مجید

ساتواں سالانہ مجموعہ

مفسر قرآن حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہٗ۔ مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے،

صفحات ۲۵۲، قیمت ۲۴ روپے

مفسر قرآن حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہٗ خلیفہ مجاز شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے چند دیندار مسلمانوں کی درخواست پر ۱۹۷۴ء سے درس قرآن مجید کا سلسلہ شروع کیا تھا جو ہنوز جاری و ساری ہے یہ امر باعث مسرت ہے کہ حضرت قاضی صاحب مدظلہٗ کے تمام درس ساتھ ساتھ ضبط تحریر میں بھی لائے جاتے رہے اور سال کے اختتام پر انہیں "درس قرآن مجید" کے نام سے کتابی صورت میں شائع کیا جاتا رہا قبل ازیں چھ مجموعے شائع کئے جا چکے ہیں اور یہ ساتواں مجموعہ حال ہی شائع ہو کر منظر عام پر آیا ہے۔

حضرت قاضی صاحب مدظلہٗ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے ان کی کسی کتاب پر ہمارے جیسے کم علم بلکہ بے علم آدمی کا تبصرہ کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت قاضی صاحب مدظلہٗ کے درس قرآن مجید کا یہ مجموعہ کسی تبصرے یا تعارف کا محتاج نہیں ہے۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب

ہم اپنے قارئین اور خاص طور پر خطباء حضرات سے گذارش کریں گے کہ وہ حضرت قاضی صاحب کے مجموعہ ہائے درس قرآن مجید سے خود بھی فیضیاب ہوں اور دوسروں کو بھی ترغیب دیں خصوصاً جدید تعلیم یافتہ طبقہ کیلئے یہ درس قرآن مجید انتہائی مفید ہیں۔ مندرجہ ذیل پتہ سے حاصل کریں۔

دارالارشاد مدنی روڈ اٹک شہر

بے جا غصہ اور اس کا علاج

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ

بے جا غصہ اتنا خطرناک مرض ہے کہ بیٹے کو باپ سے بیوی کو شوہر سے شاگرد کو استاد سے، مرید کو شیخ سے ملازم کو آقا سے، امتی کو نبی سے، اور بندہ کو خدا سے لڑا دیتا ہے اور غصہ کا مریض خود بھی ہر وقت پریشان اور بے سکون رہتا ہے۔ اور اپنے گھر والوں کو اور اپنے پڑوسیوں کو اور جس ماحول میں بھی رہتا ہے پریشان کرتا رہتا ہے۔ اور اکثر اسکی نیند اس پر حرام رہتی ہے انتقام لینے کی الجھنوں میں گرفتار رہتا ہے۔ مخلوق بھی ایسے لوگوں کو حقیر، ناقابل اعتبار سمجھتے ہوئے ان کی دوستی سے کنارہ کش، گریزاں اور نفور رہتی ہے۔ مغلوب الغضب آدمی سے آدمی دہشت زدہ اور متوحش رہتا ہے امت مسلمہ ایسے لوگوں سے دین سیکھنے سے کتراتی ہے، کیونکہ فیض کا مدار مناسبت ہونے پر ہے اور مناسبت ہونا مغلوب الغضب انسان سے ناممکن ہے۔ بے جا غصہ والے اکثر آخر عمر میں ہائی بلڈ پریشر کے مریض ہو جاتے ہیں۔ اور اعصابی تناؤ کے سبب اکثر ان لوگوں پر فالج کا بھی حملہ ہو جاتا ہے۔ غصہ کے ساتھ لفظ بے جا کی قید سے اصلاح و تربیت کیلئے اللہ والوں کا غصہ مستثنیٰ ہو جاتا ہے کیونکہ وہاں نکیر تو ہے لیکن تحقیر نہیں ہے۔ نکیر واجب اور تحقیر حرام ہے۔ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب نور اللہ مرقدہٗ اصلاح کیلئے جب کسی کو ڈانٹتے تھے تو اس وقت اس مراقبہ کا استحضار فرماتے تھے۔ کہ جیسے کسی شاہزادے نے جرم کیا ہو اور بھنگی جلاد کو حکم شاہی ہوا ہو کہ اس شہزادے کو درے لگائیں۔ تو کیا اس بھنگی جلاد کے دل میں درے مارتے وقت کہیں یہ بھی وسوسہ ہو سکتا ہے۔ کہ میں شہزادے سے افضل ہوں (انفاس عیسیٰ حصہ دوم صفحہ ۲۴۳، مطبوعہ دیوبند) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے غصہ کو اہل نفس اپنے اوپر قیاس نہ کریں ورنہ شیطان اللہ والوں کے فیوض و برکات سے محروم کر دے گا۔

حکایت

ایک دکاندار جی نے ایک طوطا پال رکھا تھا یہ طوطا خوب باتیں کر کے خریداروں کو خوش کرتا تھا ایک دن دکاندار نہ تھا اور اچانک ایک بلی نے کسی چوہے کو پکڑنے کے لئے حملہ کیا۔ اس طوطے نے سمجھا کہ شاید مجھے پکڑنا چاہتی ہے یہ اپنی جان بچانے کے لئے ایک طرف کو بھاگا اسی طرف بادام کے تیل کی بوتل رکھی تھی سارا تیل گر گیا جب دکاندار آیا تو اس نے اپنی گدی پر تیل کی چکناہٹ محسوس کی اور دیکھا کہ بوتل سے تیل گر گیا ہے اس نے غصہ میں اس طوطے کے سر پر ایسی چوٹ لگائی جس سے اس کا سر گنجا ہو گیا۔ یہ طوطا اس دکاندار سے ناراض ہو گیا اور بولنا چھوڑ دیا۔

طوطے کے اس فعل سے دکاندار کو سخت پریشانی ہوئی اور بہت ندامت ہوئی کہ میں اب کیا کروں کیونکہ دکاندار کو اس کی باتوں سے بڑا لطف ملتا تھا۔ کئی روز تک اس طوطے کی خوشامد کی طرح طرح کے پھل دیئے کہ خوش ہو جاوے لیکن طوطا بالکل خاموش تھا۔ اس دوکان پر جو خریدار آتے وہ بھی اس کے خاموش رہنے سے تعجب اور افسوس کرتے۔

ایک دن اس دوکان کے سامنے سے ایک کمبل پوش فقیر سر منڈے ہوئے گزرے تو یہ طوطا فوراً بلند آواز سے بولا کہ اے گنجے تو کس سبب سے گنجا ہوا تو نے بھی بوتل سے تیل گرا دیا ہوگا۔ طوطے کے اس قیاس سے لوگوں کو ہنسی آ گئی کہ اس نے کمبل پوش فقیر کو بھی اپنے اوپر قیاس کیا۔ اس واقعہ سے رجوع کرتے ہوئے مولانا رومیؒ نصیحت فرماتے ہیں کہ:

کار پاکاں را قیاس خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

ترجمہ: اے عزیز! پاک لوگوں کے معاملہ کو اپنے اوپر قیاس نہ کرو اگرچہ لکھنے میں شیر (یعنی دودھ) اور شیر (جانور) ایک طرح کا ہوتا ہے۔

مسائل السلوک از بیان القرآن پ ۹ سورہ اعراف

ترجمہ مع تفسیر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی والقی الالواح واخذ برأس اخیہ یجرہ الیہ

اور دینی حمیت کے جوش میں جلدی سے توریت کی تختیاں ایک طرف رکھیں اور جلدی میں ایسے زور سے رکھی گئیں کہ اگر غور نہ کرے تو شبہ ہو کہ جیسے کسی نے ٹیک دی ہوں اور ہاتھ خالی کر کے اپنے بھائی ہارونؑ علیہ السلام کا سر یعنی بال پکڑ کر ان کو اپنی طرف کھینچنے لگے کہ تم نے کیوں پورا انتظام نہ کیا اور چونکہ غلبہ غضب میں ایک گونہ بے اختیاری ہو گئی تھی۔ اور غضب بھی دین کے لئے تھا اس لئے اس بے اختیاری کو معتبر قرار دیا جائیگا اور اس اجتہادی لغزش پر اعتراض نہ کیا جائے گا۔

تفسیر روح المعانی

والصواب ان یقال: انه علیه السلام لفرط حمیة الدینیة وشدت غضبة لله تعالیٰ لم یتمالك ولم یتماسك ان وقعت الالواح من یده بدون اختیار فنزل ترك التحفظ منزلة الالقا الاختیاری فعبر به تنفیظا علیه علیه السلام فان الحسنات الابرار سیّات المقربین۔ انتھیٰ۔

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دینی حمیت کے غلبہ سے اور شدت غضب سے جو صرف اللہ کیلئے تھا ایسی غیر اختیاری کیفیت طاری ہوئی جس سے ان کے ہاتھ سے توریت کی تختیاں گر گئیں اور ان کے مقرب بارگاہ حق ہونے کے سبب ان کے ترک تحفظ کو القائے اختیاری سے تعبیر کیا گیا کیونکہ قاعدہ مشہورہ حسنات الابرار سیّات المقربین حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام مرتبہ میں بڑے تھے کیونکہ ان کی رسالت اور ریاست مستقلاً تھی اور یہ وزیر تھے اور بہت ہی نرم اور حلیم الطبع تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بال پکڑ کر کھینچنے میں قصد اہانت اور استخفاف کا نہ تھا۔

(روح المعانی ص۶۷۔ پ۹)

مسائل السلوک میں تفسیر مذکور سے استفادہ کیا گیا ہے۔

مسائل السلوک

حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ بہت سے نادان لوگ بعض اہل اللہ کی دینی شدت غضب اور فرط حمیت کو سوء اخلاق سے تعبیر کرتے ہیں۔ حاشاھم عن ذالک اور وہ پاک ہیں اس الزام سے۔ اور اسی واقعہ سے شیخ کے غضب کا جواز مرید پر ثابت ہوتا ہے۔ اور ثابت ہوا کہ کاملین سے اجتہادی خطا کا صدور منافی کمال نہیں اور ان جاہل مریدوں کی بداعتقادی بھی ثابت ہوئی جو اپنے پیروں کو خطاؤں سے معصوم سمجھتے ہیں۔

(پ۹۔ بیان القرآن ص۴۲ مطبوعہ دہلی)

اہل نفس کے غضب میں اور اہل اللہ کے غضب میں فرق

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی کا عذر قبول فرمایا اور فوراً دعا کی۔ رب اغفرلی ولاخی وادخلنافی رحمتك وانت ارحم الراحمین۔ علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی خطائے اجتہادی کی مغفرت کے ساتھ ساتھ اپنے بھائی کی مغفرت کی دعا بھی مانگی تاکہ اپنے بھائی کا دل خوش کر دیں اور دشمنوں کی شماتت اور طعن کو رفع کر دیں اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ کے مقبولین کو فوراً تلافی کی توفیق بھی عطا کی جاتی ہے

(۲) اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے عین مواخذہ اور احتساب کے وقت بھی تحقیر اور اہانت کا قصد نہیں کرتے حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ میں تو کسی سے عین باز پرس کے وقت بھی بحمداللہ اس کا استحضار رکھتا ہوں کہ یہ شخص مجھ سے لاکھوں درجہ افضل ہے اور یہ استحضار کوئی کمال کی بات نہیں اس لئے کہ موٹی بات ہے کہ کسی کو معلوم نہیں کہ عنداللہ اس کا کیا درجہ ہے مگر اصلاح کی ضرورت باز پرس پر مجبور کرتی ہے اور بعض اوقات جس پر میں مواخذہ کرتا ہوں وہ بات فی نفسہ اس درجہ کی نہیں ہوتی جس درجہ کا اس پر احتساب ہوتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ میں اسکی منشاء کو دیکھتا ہوں اور بعض جرم منشاء کے اعتبار سے سخت ہوتا ہے اسی ہر جرم میں یہ خیال کرنا چاہیے کہ گو یہ صورۃ صغیرہ ہے مگر ممکن ہے کہ منشاء کے اعتبار سے یہ کبائر سے بھی بڑھ کر ہو اور اس لئے کہیں اس پر مواخذہ بڑا نہ ہو گو یہ اس کو ہلکا سمجھے ہوئے ہے۔ اس سلسلہ میں یہ بھی فرمایا کہ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ کئی مرتبہ خیال ہوا کہ اس اصلاح کے کام کو چھوڑ دوں اور یہ چھوڑ دینا آسان ہے لیکن جب تک اسکو چھوڑا نہ جاوے اس وقت تک اصلاح کا جو طریق ہے اسکے خلاف کرنے کو جی نہیں چاہتا اور مفید بھی نہیں ہوتا یہ تجربہ ہے کہ اگر نرمی سے جتلا کر سمجھا دیا جاوے اس کا قبیح ہونا اسکو معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن سیاست ہی کا، طریق اختیار کرنا پڑتا ہے۔

(الافاضات الیومیہ ج ۲ ص۲۹ مطبوعہ ملتان)

نوٹ: جب علماء ربانیین کا جب یہ مقام ہے تو انبیاء علیہم السلام کا کیا مقام ہوگا۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غضب چونکہ للہ تھا اسکی مثال سکر من المباح کی سی ہے جس میں مکلف نہیں رہتا اس پر دوسرے شخص کے غصہ کو جو نفس کے واسطے ہو قیاس نہیں کر سکتے بلکہ اسکی حالت سکر من المحرم کی سی ہے۔ جسکو شارع نے عذر نہیں قرار دیا چنانچہ وقوع طلاق وغیرہ کا حکم معلوم ہے دیز عادۃً ممکن ہے کہ شدت مشغولی میں ذہول ہو گیا ہو کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے اور بھائی کو دار و گیر کرنے کے لئے ہاتھ خالی کرنا ہو اس لئے القاء الواح واقع ہوا ہو جیسے اکثر کسی بات چیت یا کسی خیال کے غلبہ کے وقت ایسے اتفاقات پیش آجاتے ہیں اور بعض نے لکھا ہے کہ القیٰ کے معنی ہیں جلدی سے رکھ دینا مجازاً و تشبیہاً القاء سے تعبیر کیا۔

(بیان القرآن ج ۱ ص۴۵ مطبوعہ دہلی)

غیظ اور غضب میں فرق

علامہ آلوسیؒ تفسیر روح المعانی میں والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ۔

(۱) غضب وہ ہے جو جوارح اور انسان کے اعضاء اور چہرے سے ظاہر ہو جاتے بغیر اختیار کے۔

(۲) غضب کے ساتھ ارادہ انتقام شامل ہوتا ہے اور غیظ کے ساتھ ایسا نہیں۔

(۳) غضب کا اسناد اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحیح ہے اور غیظ کا اسناد صحیح نہیں ہے۔

کظم غیظ کا مفہوم

اصل الکظم شد رأس القربۃ عند امتلائھا۔ اہل عرب جب مشک پانی سے بھر جاتا ہے تو اسکے منہ کو رسی سے باندھ دینے کا نام کظم رکھ دیا۔

اور عافین عن الناس کا مطلب یہ ہے کہ سزا کے مستحق کو درگزر کر دیا جائے۔ اد الم یکن فی ذالک اخلال بالدین جبکہ معاف کرنے میں دین کا نقصان نہ ہو۔ (کذافی الروح صفحہ ۵۵ ج ۴)

حکایت ایک صاحب کو غصہ کی بیماری تھی، حکیم الامت تھانویؒ نے ان کو لکھنو الزار بکھڑپوری مولوی محمد حسن صاحب کاکوریؒ کے پاس بیٹھنے کا مشورہ دیا چند دن بیٹھنے سے ان کا غصہ کم ہونے لگا یہاں تک کہ معتدل ہو گیا، انہوں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب نے غصہ کے متعلق کبھی کوئی نصیحت نہیں کی۔ پھر مجھے ایسا نفع کیوں ہوا؟ حضرتؒ نے فرمایا کہ موصوف میں شانِ حلم غالب ہے صحبت سے ان کا حلم آپ کے اندر آہستہ آہستہ منتقل ہو گیا۔

حکایت ایک دن حضرت شیخ مولانا ذکریا صاحبؒ اپنے ایک ملازم کو ڈانٹ رہے تھے ملازم نے عرض کیا معاف کر دیجئے شیخؒ نے فرمایا تم بار بار غلطی کرتے ہو میں تمہارا کتنا بھگتوں؟ مولانا الیاس صاحبؒ شیخ کے چچا پاس بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہ مولانا اسکا اتنا حق لیجئے جتنا اپنا اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن بخشوانا ہے

نسخہ اکسیر غضب

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ دامت برکاتہم کا مرتبہ علاج غضب

حسب ذیل امور کو دن میں متعدد بار اتنا پڑھے کہ غصہ کے وقت یاد رکھیں۔

(۱) ـــــ پوری اعوذ باللہ پڑھنا

(۲) ـــــ وضو کر لینا

(۳) ـــــ کھڑے ہوں تو بیٹھ جانا۔ بیٹھے ہوں تو لیٹ جانا۔

(۴) ـــــ جس پر غصہ آ رہا ہو اس کے سامنے سے ہٹ جانا یا اسکو ہٹا دینا۔

(۵) ـــــ کسی صالح کی صحبت میں بیٹھ جانا۔

(۶) ـــــ ذکر اللہ میں مشغول ہو جانا نیز درود شریف پڑھنا۔

(۷) ـــــ حتی الوسع بات نہ کرنا۔ اور نہ کوئی معاملہ کرنا اسکے ساتھ جس پر غصہ آ رہا ہے۔

(۸) ـــــ یہ سوچنا کہ غصہ ایمان کو ایسا خراب کر دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو۔

(۹) ـــــ یہ سوچنا کہ میں بھی اللہ تعالیٰ کا خطاوار ہوں اگر میری خطایا پر مواخذہ فرمایا جاوے تو نجات پانا مشکل ہے۔ نیز دوسروں کی خطایا سے درگزر کرنے پر امید ہے کہ میری خطایا بھی معاف ہو جاویں گی۔ لہذا جس پر غصہ آ رہا ہے اس سے درگزر کرنا ہی بہتر ہے۔

(۱۰) ـــــ اگر ہدایات مجوزہ کے خلاف عمل ہو جاوے تو ۵۰ پیسے تا دس روپے خیرات کرے اور چار رکعت نفل نماز بھی پڑھے۔

حکایت حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ان کی جاریہ وضو کرا رہی تھی کہ لوٹا ان کے اوپر گر گیا اور وہ زخمی ہو گئے اور علم تھے حضرت نے سر اٹھایا تو اس جاریہ نے پڑھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اور وہ لوگ غصہ کو پی جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنا غصہ پی لیا۔ پھر پڑھا اور وہ لوگ لوگوں کی خطاؤں کو معاف کر دیتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرماویں پھر پڑھا اور اللہ تعالیٰ احسان کرنیوالوں کو محبوب رکھتے ہیں۔ فرمایا جا تجھے آزاد کیا اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے۔ (روح المعانی صفحہ ۵۹ ج ۴)

اللہ تعالیٰ کے غضب اور مخلوق کے غضب میں فرق

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ اتقوا الغضب فانہ جمرۃ توقد فی قلب ابن آدم الم تروا الی انتفاخ اوداجہ وحمرۃ عینیہ۔

ترجمہ غصہ آگ کا شعلہ ہے جو ابن آدم کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔

تعریف مذکور مخلوق کے غضب کی تعریف ہے اور اللہ تعالیٰ کے غضب کی تعریف صاحب کشاف نے یہ کی ہے ارادہ الانتقام من العصاۃ و انزال العقوبۃ بہم نافرمانوں سے انتقام کا ارادہ کرنا اور ان پر عذاب نازل کرنا۔ (روح المعانی صفحہ ۹۵ ج ۱)

امام راغب اصفہانی اپنی کتاب المفردات میں لکھتے ہیں کہ غضب نام ہے خون کے جوش مارنے کا ارادہ کرنے انتقام کا اور غضب اللہ سے مراد الانتقام دون غیرہ اور کثیر الغضب کو غضوب کہتے ہیں۔ سخت غصہ والے سانپ کو بھی غضوب کہتے ہیں۔ (المفردات صفحہ ۳۶۱)

چند احادیث مبارکہ

حدیث نمبر ۱ حدیث شریف میں بروایت مشکوٰۃ ارشاد فرمایا گیا کہ غصہ ایمان کو برباد کرتا ہے (اسکے کمال اور نور کو) جیسا کہ ایلوا خراب کر دیتا ہے شہد کو۔ ایلوا کو حدیث میں صبر

فرمایا گیا ہے ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں اس لفظ کی دو لغت ہیں

۱۔ صَبِرُعٌ بفتح الصاد وکسر الباء و یسکن

۲۔ صِبْرُعٌ بکسر الصاد وسکون الباء علی ما اشتہر علی الالسنۃ (مرقاۃ ص ۳۱۶ ج ۵)

حدیث نمبر۲ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا گیا کہ پہلوان وہ نہیں ہے جو کسی کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو میں کرلے۔ مشکوٰۃ کی یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

لیس الشدید بالصرعۃ انما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب (متفق علیہ)

حدیث نمبر۳ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ غصہ شیطان سے ہے (یعنی اس کے وسوسہ اور اثر سے ہے مرقاۃ) اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ صرف پانی ہی بجھا سکتا ہے۔ پس جب تم میں سے کسی کو غصہ آجاوے وضو کرے

ابو داؤد شریف (مرقاۃ ۳۱۲)

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں ہے کہ جب غصہ آوے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ لے (بحوالہ بالا)

اور مرقاۃ میں ہے کہ اگر غصہ پھر بھی نہ دور ہو تو وضو کرے اور پھر بھی نہ دور ہو تو ۲ رکعت نماز پڑھ لے پس یہ صبر کی دوا ہے جو شیطان پر بہت ناگوار ہے

(بحوالہ بالا)

(اہل غضب کی تین قسمیں)

حدیث نمبر۴ مشکوٰۃ باب الامر بالمعروف کے فصل ثانی میں بروایت ابو سعید خدریؓ ایک لانبی حدیث کے ذیل میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں جو جلد غصہ ہوتا ہے اور جلد رجوع کرتا ہے یعنی سریع الغضب اور سریع الفیٔ ہوتا ہے فاحداھما بالاخری ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ شخص نہ مدح کا مستحق ہے نہ ذم کا مستحق ہوتا ہے اور وہ شخص جس کو دیر سے غصہ آتا ہے اور جلد زائل ہو جاتا ہے۔ وخیارکم من یکون بطئ الغضب او سریع الفیٔ ایسے لوگ تم میں سب سے خیر ہیں اور تم میں سب سے برے وہ لوگ ہیں جس کو غصہ جلد آتا ہے لیکن دیر سے زائل ہوتا ہے وشرار کم من یکون سریع الغضب بطئ الفیٔ ملا علی قاریؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ انسان کا کمال یہ ہے کہ اس کے اخلاق ذمیمہ پر اخلاق حمیدہ غالب ہو جائیں لا انہا تکون معدومۃ فیہ بالکلیۃ نہ یہ کہ بالکل اس ذمیمہ یعنی غصہ کا وجود ہی نہ رہے (یعنی ازالہ مقصود نہیں صرف امالہ مقصود ہے) والیہ الاشارۃ بقولہ تعالیٰ والکاظمین الغیظ حیث لم یقل والعادمین چنانچہ حق تعالیٰ شانہ نے والکاظمین فرمایا کہ غصہ اور غیظ کو ضبط کرتے ہیں یہ نہیں فرمایا کہ والعادمین اس کو معدوم کر دیتے ہیں۔ مرقاۃ ج ۹ ص ۳۲۹

حدیث نمبر۵ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے اپنی زبان کی حفاظت کی (یعنی اپنے بھائیوں کا عیب چھپایا) اللہ تعالیٰ اس کے عیب کو (انسانوں سے اور فرشتوں سے) چھپائیں گے اور جس نے غصہ روک لیا (لوگوں پر) اللہ تعالیٰ اپنا عذاب قیامت کے دن اس پر نہ فرمائیں گے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے معافی اور معذرت کا طالب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے عذر کو قبول فرماتے ہیں۔

مرقاۃ ج ۹ ص ۳۱۸

معالجات غضب از تربیت السالک مصنفہ حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

(۱) ایک صاحب غضب کے سوال کے جواب میں ارقام فرمایا کہ: سرعت غضب امر طبعی ہے اختیار سے خارج ہے نہ اس پر ملامت ہے البتہ اس کے مقتضا پر عمل کرکے حدود سے تجاوز ہو جاوے مذموم ہے اور اس کا علاج بجز ہمت کے کچھ نہیں اس ہمت میں مغضوب علیہ سے فوراً دور چلا جانا اور اعوذ باللہ پڑھنا اور اپنی خطاؤں اور حق تعالیٰ کے غضب کے احتمال کو یاد کرنا، یہ بہت معین ہے اور نرمی وغیرہ مدت تک تکلیف سے سوچ سوچ کر اختیار کرنا چاہیے مدت کے بعد ملکہ ہوگا ہمت نہ ہاریئے۔

(تربیت السالک ج ۱ ص ۳۲۶)

(۲) ایک سوال کے جواب میں ارقام فرمایا کہ غصہ کے وقت تھوڑی سی ہمت کی ضرورت ہے کہ جس پر غصہ ہے۔ اس کو اپنے روبرو سے علیحدہ کر دے یا خود علیحدہ ہو جاوے اور پھر بھی غلطی ہو جاوے تو اس کا تدارک بھی العزیز کا معمول ہے کافی ہے اور اس کا شبہ نہ کیا جاوے کہ شاید دل سے معاف نہ کیا جاوے کیونکہ انسان اس سے زیادہ کا مکلف نہیں کہ اپنی طرف سے دل سے راضی کرنے کی کوشش کرے اس سے آگے اختیار نہیں تو اس کا مکلف بھی نہیں۔

(۳) (تربیت السالک ج ۱ ص ۳۲۹)

ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا کہ جس وقت غصہ آوے اس وقت یہ سوچو کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر اس طرح غصہ کرنے لگے تو آخر میں بھی چاہوں گا۔ کہ معافی ہو جاوے تو مجھ کو چاہیے کہ اس شخص کو بھی معاف دے دوں اور یہ سوچو کہ یہ شخص میرا اتنا خطاوار تو ہوگا بھی نہیں جتنا میں اللہ تعالیٰ کا گنہگار ہوں پھر جب میں معافی کا آرزومند ہوں تو اسکو کیوں نہ معاف کردوں۔ دوسرا کام یہ کرے کہ فوراً وہاں سے جدا ہو جائے یعنی اس جگہ نہ رہے جب تک غصہ بالکل فرو نہ ہو جاوے انشاء اللہ تعالیٰ اس تدبیر سے اس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ تیسرا کام یہ کرے کہ کوئی وقت معین کرکے اپنے عیوب کو مستحضر کیا کرے اور سوچا کرے کہ میں سب سے بدتر ہوں اس سے کبر کی جڑ کٹ جاوے گی اور غصہ کا منشا کبر ہی ہے اور غصہ کے وقت یہ خیال کر لیا کرے کہ تو تو سب سے بدتر ہے اپنے سے بڑے شخص پر غصہ نہ آنا چاہیے۔

(تربیت السالک ج ۱ ص ۳۲۹)

(۴) ایک صاحب نے لکھا تھا کہ لوگوں کو معاصی کا

باقی ص ۲۶ پر

مولانا خالد سیف اللہ
آندھرا پردیش۔ انڈیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی مسیحیت
احادیث کی روشنی میں

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نبوت کا جواز پیدا کرنے کے لیے ان روایات کو سہارا بنایا ہے۔ جن میں اخیر زمانہ میں قیامت سے پہلے حضرت مسیح کی تشریف آوری کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ یوں تو ان کے دعویٰ نبوت کے مختلف مضحکہ خیز پہلو ہیں۔ لیکن اس وقت صرف اسی پہلو پر بحث ہے جو ان کے دعویٰ نبوت میں بنیادی اور مرکزی اہمیت رکھتا ہے۔ اس موقع پر قادیانیوں سے یہ عرض ہے کہ ان کو پہلے یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ مرزا صاحب کی مسیحیت کو جانچنے کے لیے وہ صرف قرآن مجید کو کسوٹی بنائیں یا قرآن اور صحیح احادیث دونوں کو۔ اگر صرف قرآن کی روشنی میں سوچا جائے تو مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ہی غلط ہوگا۔ اس لیے کہ قرآن نے تو کہیں حضرت مسیح کی دوبارہ آمد اور ظہور کی کوئی پیشین گوئی ہی نہیں کی ہے۔ پھر جب حدیث اس مسیحیت کیلئے اساس اور بنیاد قرار پائی تو ایسی تمام احادیث کو قبول کرنا ہوگا جو صحیح اور قابل اعتماد سندوں سے ثابت ہو، نہ یہ کہ ایک حدیث کو بنیاد بنا کر مسیحیت کا دعویٰ کیا جائے اور دوسری طرف ان تمام روایات کو نظر انداز کر دیا جائے جن میں آنے والے مسیح کی علامات اور ان کی شناخت کے اصول بتائے گئے

(۱)

احادیث سے آنے والے حضرت مسیح کا ایک بنیادی وصف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہی مسیح ابن مریم ہوں گے جو اس سے پہلے ایک دفعہ حضرت مریم کے بطن سے پیدا ہو چکے ہیں۔ اور پھر اللہ کی قادر قدرت سے آسمان پر جسم سمیت واپس بلائے گئے اسی احادیث میں الفاظ کے لیے صرف مسیح یا عیسیٰ کا لفظ استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ عیسیٰ بن مریم، مسیح بن مریم اور ابن مریم کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں (ملاحظہ ہو: مسلم عن ابی ہریرہ بخاری و مسلم، ترمذی، ابن ماجہ عن ابی ہریرہ، ابوداؤد عن ابی ہریرہ، مسند احمد بن حنبل، نسائی عن ثوبان، مسند احمد بن حنبل عن جابر، مسند احمد بن حنبل، ترمذی عن مجمع بن جاریہ، طبرانی عن اوس بن اوس، مستدرک عن انس وابی ہریرہ وعن ابن عمر، دیلمی عن ابی ہریرہ وغیرہ ذالک)

اب اگر اس پیشین گوئی سے حضرت مسیح ابن مریم سے مراد نہ ہوتے اور محض تمثیل اور مشابہت مقصود ہوتی تو آخر اس کثرت اور تکرار کے ساتھ احادیث میں ابن مریم کا لفظ کیوں وارد ہوتا ہے، اور رسول اللہ کو کیا ایسی واضح زبان بولنے نہ آتی تھی کہ وہ اس اہم مسئلہ کو امت کے لیے واضح اور غیر مبہم طور پر بیان فرما دیں۔

(۲)

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنیوالے مسیح موعود کا محض ظہور نہ ہوگا۔ بلکہ نزول ہوگا یہاں تک کہ احادیث میں ان کے آسمان سے نزول کی کیفیت تک بیان کر دی گئی ہے کہ وہ اپنے ہاتھ فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوں گے (واضعا کفیہ علی اجنحۃ ملکین) اور ان کی تشریف آوری کا وقت بھی بتا دیا گیا ہے کہ وہ نماز فجر کا وقت ہوگا۔ لوگ نماز میں مصروف ہوں گے یا اس کی تیاری کر رہے ہوں گے چنانچہ احادیث میں جگہ جگہ ان کی آمد کے لیے نزول یا ہبوط (اترنے) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ چنانچہ صرف کنز العمال ہی میں صحاح سے ماخوذ تیرہ ایسی روایات موجود ہیں (ج ۱۷ص: ۲۷۷ تا ۲۸۲ نزول عیسیٰ) ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح جسمانی طور پر آسمان سے نازل ہوں گے نہ یہ کہ دنیا ہی میں کسی انسان کے روپ میں ظاہر ہوں گے۔

(۳)

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کے نزول کا مقام دمشق ہوگا جو شام کا موجودہ دارالحکومت ہے اور وہیں دمشق کے مشرقی علاقے میں سفید منارے کے پاس آپ کی تشریف آوری ہوگی اور اس وقت آپ زرد رنگ کے دو کپڑے زیب تن کئے ہوں گے (مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ عن نواس بن سمعان طبرانی عن اوس بن اوس، ابن عساکر عبدالرحمن بن ایوب)

(۴)

حضرت مسیح موعود کی خصوصیت یہ ہوگی کہ وہ صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے، جنگ کا خاتمہ کر دیں گے، مال کی اس قدر فراوانی ہو جائیگی کہ کوئی لینے والا باقی نہ رہے گا اور جزیہ و خراج کا سلسلہ ختم کر دیں گے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی عن ابی ہریرہ مستدرک حاکم و مسلم عن حذیفہ ابوداؤد عن ابی ہریرہ)

صلیب توڑنے اور جہاد ختم کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح کی آمد کے بعد یہودیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ عیسائیوں کا یہ خیال کردہ صلیب پر چڑھا دیئے گئے ہیں، آپ سے آپ باطل ہو جائے گا۔ حضرت مسیح کی ہدایت پر وہ خنزیر کھانا ترک کر دیں گے اور ملت اسلامیہ میں ضم ہو جائیں گے اور جیسا کہ دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ واحد دین اسلام باقی رہ جائے گا کوئی دوسرا دین باقی نہ رہے گا۔ اس لیے نہ جہاد کی ضرورت رہے گی اور نہ جزیہ کی۔

(۵)

مسیح موعود کی ایک اہم خصوصیت اور ان کی تشریف آوری کا مقصد اس دجال کو قتل کرنا ہوگا جو مسیح کے نام سے ظاہر ہوگا اور اس نے اپنی بے پناہ قوت کے ذریعے دنیا کے ایک بڑے حصے پر غلبہ پا لیا ہوگا۔ احادیث میں دجال کے اوصاف حضرت مسیح اور دجال کا مقابلہ اور دجال کے مقام قتل کی پوری وضاحت موجود ہے بلکہ یہ ان مسائل میں سے ہے جو شاذ و دوسری تمام علامات قیامت کے مقابلہ میں زیادہ وضاحت سے بیان کی گئیں ہیں۔

ان کا ماحصل یہ ہے کہ دجال ایک انسان ہوگا جس کی داہنی آنکھ بھینگی (اعور) ہوگی (مسند احمد، ابن ماجہ عن فاطمہ بنت قیس، بخاری و مسلم، ابوداؤد ترمذی ابن عمر، مستدرک حاکم عن ابی امامۃ) وہ شام اور عراق کے درمیان سے ظاہر ہوگا (مستدرک عن ابی امامہ) اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جس کو ہر مسلمان پڑھ سکے گا۔ (مسلم عن انس) اللہ کی طرف سے ایسے یہ غیر معمولی قدرت حاصل ہوگی کہ وہ ایک انسان کو قتل کر کے دوبارہ زندہ کر دے (مسلم عن سعید) اس کی آنکھ کا رنگ سبز ہوگا (بخاری فی کتاب التاریخ عن ابی) وہ کھانا کھائے گا اور بازار میں چلے گا۔ (مسند احمد عن عمران بن حصین) وہ یہودیوں میں سے ہوگا (مسلم عن انس) اس کے ماں باپ کی اس کے سوا اور کوئی اولاد نہ ہوگی (مسند احمد ترمذی عن ابی بکرہ) حضرت مسیح اسے مقام لُد پر قتل کر دیں گے (مسند احمد ترمذی عن مجمع بن جاریہ، مسلم ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ عن نواس ابن سمعان) اور حضرت مسیح کی دجال سے جنگ ہوگی (نسائی عن ثوبان)۔

واضح ہے کہ لُد ایک مقام کا نام ہے جو موجودہ حکومت عیسائی کا جنگی ایئرپورٹ ہے اور دجال کو قتل کرنے سے مراد کوئی تشبیہ نہیں ہے بلکہ حقیقی معنوں میں قتل کرنا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ عہد رسالت میں ابن صیاد نامی ایک شخص کے بارے میں صحابہؓ کو شبہ ہو گیا کہ شاید وہ دجال ہے اور حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے قتل کی اجازت چاہی، آپ نے فرمایا کہ اگر وہ دجال ہے تو تم اس پر غالب نہ آسکو گے اسے صرف حضرت مسیح ہی قتل کریں گے۔ اور اگر دجال نہ ہوا تو اس کے قتل کا کوئی فائدہ نہیں (بخاری و مسلم ترمذی عن ابن عمر، مسلم عن ابن مسعود) اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت مسیح ایسے ایک خاص شخص کو قتل کریں گے جو دجال ہوگا۔

(۶)

احادیث میں حضرت مسیح کی یہ خصوصیت بھی بتائی گئی ہے کہ وہ حج یا عمرہ یا دونوں فرمائیں گے۔ حج کو تشریف لے جاتے ہوئے مقام روحا پر قیام بھی کریں گے۔ (مسلم، مسند احمد عن ابی ہریرہ) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر بھی حاضر ہوں گے اور سلام کریں گے۔ (مستدرک عن ابی ہریرہ)

(۷)

دنیا میں دوبارہ تشریف لانے کے بعد حضرت مسیح چالیس سال زندہ رہیں گے، پھر آپ کی وفات ہوگی اور مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھیں گے (ابوداؤد عن ابی ہریرہ، مستدرک و مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ) یہ گویا ان احادیث کا نچوڑ اور خلاصہ ہے جو حضرت مسیح کی دوبارہ دنیا میں تشریف آوری اور دجال کے فتنے سے نمٹنے کے سلسلہ میں ہے۔ مرزا صاحب کو مسیح موعود قرار دیئے جانے کے لیے ضروری ہوگا کہ ان پر یہ تمام علامتیں اور نشانیاں پوری اترتی ہوں۔ یہ احادیث ان کے حق میں اس لیے حجت ہیں کہ انہی احادیث کی وجہ سے مرزا صاحب اور ان کے متبعین مرزا صاحب کی مسیحیت کا دعویٰ کرتے ہیں، پھر یہ کیونکر روا ہو سکتا ہے کہ جو اپنے مطلب مفید ہو اسے تو لے لے اور جس سے ان کی مسیحیت کا شیش محل پاش پاش ہوتا ہے اسے چھوڑ دیں اور نظر انداز کر دیں۔

مرزا جی کا جائزہ

اب آئیے مرزا صاحب کی زندگی کا جائزہ لیں کہ ان میں یہ اوصاف پائے جاتے ہیں۔

۱: مرزا صاحب کے والد کا نام مرتضیٰ تھا (کتاب البریہ ص ۱۳۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی) اور والدہ کا چراغ بی بی (حیات النبی ج ۱ ص ۱۴۲) اب ظاہر ہے کہ وہ مسیح ابن مریم بننے سے رہے کہ حضرت مسیح کی بن باپ معجزانہ پیدائش ہوئی تھی اور ان کی والدہ کا نام مریم تھا، یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص ابن مریم بھی ہو اور ابن چراغ بی بی بھی)

۲: مرزا صاحب کو خود اعتراف ہے کہ عام انسانوں کی طرح ماں باپ سے ان کی پیدائش ہوئی ہے نہ یہ کہ وہ آسمان سے اتارے گئے ہیں حالانکہ ابھی گزر چکا ہے کہ حضرت مسیح کی پیدائش جس طرح معجزانہ طور پر بن باپ کے ہوئی ہے اسی طرح غیر معمولی طور پر ان کا آسمان سے نزول ہوگا۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز

۳: مرزا صاحب کی پیدائش دمشق میں نہیں قادیان میں ہوئی اور شاید کبھی دمشق جانے کی نوبت بھی نہ آئی اور نہ یہ ہوا کہ پیدائش کے وقت وہ دو زرد کپڑے میں لپٹے ہوئے ہوں، حالانکہ مذکورہ احادیث کے مطابق حضرت مسیح دمشق میں ایک سفید منارہ کے پاس آئیں گے اور اس وقت آپ پر دو زرد کپڑے ہوں گے۔

۴: مرزا صاحب نے نہ کوئی صلیب توڑی اور ان کی وجہ سے عیسائیوں نے خنزیر کھانا ترک کر دیا، نہ ایسی

باقی صــ ۱۲ پر

چشمہ رائٹ بنک کینال پراجیکٹ میں ۵۵ لاکھ روپے غبن کا انکشاف

میر ظفر اللہ جمالی اگر قادیانی جماعت کے سرکردہ افراد سے خاندانی تعلقات کو آڑے نہ آنے دیں تو

اس غبن میں قادیانی افسر ملوث ہوں گے

اخبار ختم نبوت

کندیاں (نمائندہ ختم نبوت) پانی بجلی کے وفاقی وزیر میر ظفر اللہ جمالی نے سینٹ کو اعتماد میں لیکر بتایا ہے کہ چشمہ رائٹ بنک کینال پراجیکٹ میں ۵۵ لاکھ روپے غبن کا انکشاف ہوا ہے وفاقی تحقیقاتی ادارہ نے مقدمہ درج کرکے تفتیش شروع کر دی ہے اس سلسلہ میں کئی افسروں کو معطل کر دیا گیا ہے۔ اور تحقیقات کے لیے مقدمہ ایف آئی اے کے سپرد کر دیا گیا ہے ہمارے وقائع نگار خصوصی کے مطابق ملک کے اہم اور حساس عہدوں پر اس وقت بھی کئی قادیانی متعین ہیں ہماری اطلاع کے مطابق چشمہ کے مقام پر بھی کئی قادیانی افسر ہیں۔ قادیانی جہاں بھی ہیں وہ اپنے سے اعلیٰ افسروں سیکرٹریوں اور وزیروں کی نظروں میں بھیگی بلی بنے رہتے ہیں لیکن اندر ہی اندر سے وہ اس ملک کو گھن کی طرح چاٹتے رہتے ہیں جب کسی قسم کی بددیانتی یا خیانت کا سراغ ملتا ہے تو وہ مسلمان افسروں کو آگے کر دیتے ہیں چشمہ رائٹ بنک کینال پراجیکٹ میں جو افسر غبن میں ملوث پائے گئے یا جنکو غبن کے الزام میں معطل کیا گیا ہے۔ ان کے نام ابھی تک منظر عام پر نہیں آئے تاہم یہ عام افواہ ہے کہ اس غبن میں مرزائی افسر ملوث ہیں اگر پانی اور بجلی کے وفاقی وزیر میر ظفر اللہ جمالی قادیانی جماعت کے سرکردہ افراد سے اپنے خاندانی تعلقات اور دوستی سے ہٹ کر اس کیس کی تحقیقات کرائیں گے تو یہ بات پورے یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اس تاریخی غبن میں قادیانی افسروں کی سازش کارفرما نظر آئے گی۔ یاد رہے کہ میر ظفر اللہ جمالی جب وزیر بنے تھے تو قادیانی جماعت کے ترجمان ہفت روزہ لاہور نے ایک مدیرہ نوٹ لکھا تھا علاوہ ازیں میر عطاء اللہ کی برسی کے موقعہ پر رسالے میں باقاعدہ مضامین شائع ہوتے ہیں اور جمالی خاندان سے اپنے تعلقات کا اظہار بڑے اچھے انداز میں کیا جاتا ہے جس سے میر ظفر اللہ جمالی صاحب کی پوزیشن بھی مشکوک ہو جاتی ہے۔

بقیہ: خصائل نبوی

دعا کرتے تھے کہ خدایا اس حج کو ریا اور شہرت سے مبرا فرمائیو۔

ف۔ یہ حدیث اسی باب میں پانچویں نمبر پر گزر چکی ہے

مولانا اسلم قریشی ربوہ میں قید ہیں جنکے ارد گرد مسلح پہرہ ہے۔ ایک عامل کا دعویٰ

اگر مولانا موصوف ابھی تک زندہ ہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مرزائی انکا ایمان نہیں خرید سکے

کروڑ (نمائندہ ختم نبوت) ملک کے سب سے زیادہ شائع ہونے والے اخبار روزنامہ جنگ کے لاہور ایڈیشن نے اپنے صادق آباد کے نمائندہ کے حوالے سے ایک عامل کا یہ دعویٰ شائع کیا ہے کہ مولانا محمد اسلم قریشی زندہ ہیں اور ربوہ میں کسی مکان میں قید ہیں۔ اخبار کے مطابق ۹۸ سالہ عامل بابا سید لال حسین شاہ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ تقریباً دو سال قبل اغواء کئے جانے والے تحریک تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد اسلم قریشی زندہ سلامت ہیں اور انہیں ربوہ کے کسی مقام پر ان کے دشمنوں نے قید کر رکھا ہے عامل مذکور نے اس کا انکشاف نمائندہ جنگ کے استفسار پر ایک عمل کرنے کے بعد کیا کہ وہ ربوہ شہر کی ایک عمارت میں قید ہیں جن کے ارد گرد پہرہ رہتا ہے اور کسی کو ادھر جانے کی اجازت نہیں ہے۔

کراچی سے ہفت روزہ ختم نبوت کے وقائع نگار خصوصی کے مطابق غیب کا علم خدا ہی کو ہے عامل مذکور نے جو دعویٰ کیا ہے اس میں کہاں تک صداقت ہے یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے تاہم یہ بات یقینی ہے کہ ربوہ میں ایسے عقوبت خانے یا وارلاک کیمپ موجود ہیں جہاں رائل فیملی کے جلادوں کے سوا کسی اور کو جانے کی اجازت نہیں ہے ربوہ میں جو قادیانی آباد ہیں وہ غلاموں سے بھی بدتر زندگی گذار رہے ہیں وہاں اگر کوئی شخص رائل فیملی کے مقرر کردہ کارندوں کے احکامات کی حکم عدولی کرتا ہے تو اس کا بائیکاٹ کیا جاتا ہے، اسے عقوبت خانوں میں رکھ کر انتہائی اذیت ناک اور بھیانک سزائیں دی جاتی ہیں حتیٰ کہ قتل کر

بقیہ : مولانا اسلم قریشی

کی لاش تک کو غائب کر دیا جاتا ہے فیصل آباد کے ممتاز صحافی مولوی غلام رسول جھنڈیالوی کے نوجوان بیٹے اور اس کے ساتھی کا قتل پھر ربوہ کے ایک سبزی فروش کا قتل اور ان کی لاشوں کا غائب ہو جانا یہ ایسے شواہد ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ربوہ پاکستان کی سرزمین پر ایک ایسی سٹیٹ ہے جہاں صرف اور صرف ربوہ کی رائل فیملی حکمران ہے ۱۹۷۴ء کی تحریک کے بعد ربوہ کو سب تحصیل کا درجہ دیا گیا اور وہاں پولیس اسٹیشن کا قیام عمل میں لایا گیا لیکن معاملہ جوں کا توں ہے وہاں جو افسران بھی مقرر کیے گئے ان میں سے اکثر کو رائل فیملی نے توڑ کر اپنا ہموا بنا لیا۔ بہرحال ربوہ کے سابقہ حالات کو دیکھتے ہوئے اس بات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ مولانا اسلم قریشی ربوہ کے کسی ورلائی کیمپ میں قید ہوں اگر وہ واقعی ربوہ میں قید ہیں اور زندہ ہیں تو یہ ان کی بہادری اور جرأت ایمانی کی دلیل ہے کہ باوجود قید تنہائی اور اذیت ناک سزاؤں کے بھی قادیانی نہ ان کو جھکا سکے نہ خرید سکے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مردوں کو برا نہ کہو کیونکہ وہ اپنے کیے تک پہنچ چکے ہیں۔
(بروایت بخاری شریف)

بقیہ : بے جا غصہ

ارتکاب کرتے دیکھ کر انہیں سخت غصہ آتا ہے جو ضبط نہیں ہوتا اور غصہ میں سختی کے ساتھ بات چیت کی نوبت آجاتی ہے جواب میں ارقام فرمایا کہ یہ حالت بری نہیں ہے۔ ہاں کبھی ضعف تحمل سے تجاوز عن الاعتدال کا اندیشہ ضرور ہے۔
حتی الامکان اعتدال سے تجاوز نہ ہونے پائے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ کسی کو حقیر نہ سمجھا جاوے گو اس پر غصہ آئے اس غصہ کے وقت یہ بھی سوچا جائے کہ ہم میں اس سے بھی زیادہ عیوب ہیں۔

(تربیت السالک ج ا صـ ۳۶۳)

(۵) ایک صاحب کے غصہ کا علاج کا مجرب نسخہ دریافت کرنے پر جواب میں ارقام فرمایا کہ جس پر غصہ کیا جاوے بعد غصہ فرو ہو جانے کے مجمع میں اس کے سامنے ہاتھ جوڑیئے پاؤں پکڑیئے بلکہ اس کے جوتے اپنے سر پر رکھیئے۔ ایک دو بار ایسا کرنے سے نفس کو عقل آجاوے گی۔

(تربیت السالک ج ا صـ ۳۴۳) مطبوعہ کراچی

بقیہ : ہکا سے الماریاں

اور سنیے ! دادا جان کا ایک فرشتہ تھا جس کی شکل وصورت انگریزوں جیسی تھی وہ بیس برس کے نوجوان کی شکل میں میز کرسی لگائے بیٹھا تھا ایک مرتبہ دادا جان نے اس سے کہا "آپ بہت ہی خوبصورت ہیں۔ اس نے کہا کہ ہاں میں درشنی ہوں" (تذکرہ مجموعہ الہامات)

ملک ـــــ اچھا تو بتاؤ کہ جب وہ انگریزی بڑھے ہوئے تھے۔ الہام بھی انگریزی میں بتاتے تھے، ان کا "درشنی" فرشتہ ہمارے انگریزوں کی طرح خوبصورت تھا تو انگریزی ہندسوں کا پتہ کیوں نہیں چلتا تھا ؟

مرزا ـــــ سچی بات یہ ہے کہ یہ سب بڑی ملکہ وکٹوریہ کی عطا فرمودہ نبوت کا کرشمہ تھا۔ نہ نبوت ملتی نہ وہ ایسا کرتے ـــــ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ میاں عبداللہ جیسے لوگ یہ کہنے لگے کہ

"آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اس طرح وقت شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا"

دوسرے لوگ بھی دیکھتے تھے ظاہر ہے کہ دادا جان کی اس ادا پر انہیں بھی پیار آتا ہوگا۔

ملک ـــــ بہت خوب !

مرزا ـــــ اور سنیے ! آپ کا لباس آخری عمر میں چند سال سے بالکل گرم وضع کا ہی رہتا تھا یعنی کوٹ اور صدری اور پاجامہ گرمیوں میں بھی گرم رکھتے تھے ـــــ البتہ گرمیوں میں نیچے کرتا ململ رہتا تھا۔ بجائے گرم کرتے کے صدری گھر میں پہنے رہتے۔ عموماً باہر جاتے وقت ہی پہنتے اور سردی کی زیادتی کے دنوں میں اوپر تلے دو دو کوٹ بھی پہنا کرتے بلکہ بعض اوقات پوستین بھی ـــــ جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے ـــــ زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی، کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آجاتی اور کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی !

ملک ـــــ واقعی ! ہمارا یہ دادا کمال کا آدمی تھا ـــــ ان کے واقعات خاصے دلچسپ ہیں ایسے کہ بس سنیے اور سر دھنیے ـــــ لیکن اگر زیادہ وقت انہیں دلچسپیوں میں کھوئے رہیں تو دوسرے امور کون انجام دے گا اس لیے باقی آئندہ۔

بقیہ : اسلامی تشخص

اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو۔ تو تم لوگ میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہ معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے اور بڑی عنایت فرمانے والے ہیں۔
(قرآن مجید ۳-۳۱)۔

تار کا پتہ
شاہین کراچی

ٹیلیکس
۲۷۱۹

پاک شاہین کنٹینر سروس لمیٹڈ

الحمدللہ پاکستان میں یہ پہلا کنٹینر ٹرمینل ہے جو نجی کاروباری شعبے میں قائم ہوا ہے ملک کی درآمدات و برآمدات نہایت عمدہ کارکردگی کے ساتھ بذریعہ کنٹینر حمل و نقل ہوتے ہیں، جہاز راں کمپنیاں اور تاجر ہماری خدمات حاصل کریں۔ کسٹم اور کراچی پورٹ ٹرسٹ کی تمام سہولتیں حاصل ہیں

فون : ۲۷۱۸۴۲ ، ۲۷۱۸۹۴ ، ۲۷۱۸۴۰

پاک شاہین کنٹینر سروس لمیٹڈ

پلاٹ نمبر ۲۴/۲۷ ٹمبر پونڈ کیماڑی کراچی

WEEKLY KHATME-NUBBUWAT KARACHI
Registered S. No. 3220

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

شمع ختم نبوت کے پروانو!

ربوہ چلو ، ربوہ چلو!

۲۴، ۲۵، اکتوبر ۱۹۸۵ء بروز جمعرات، جمعہ

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام

آل پاکستان

ختم نبوت کانفرنس

بمقام مرکز ختم نبوت مسلم کالونی صدیق آباد ربوہ ضلع جھنگ

زیر سرپرستی
مولانا خان محمد صاحب مدظلہ
کندیاں شریف

اس تاریخی کانفرنس میں تمام مکاتیب فکر کے علماء، راہنمایان قوم شرکت کریں گے کانفرنس کی تیاریاں زور و شور سے شروع کر دی گئی ہیں جس کے لئے مجلس استقبالیہ تشکیل دے دی گئی ہے جس میں فیصل آباد، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، سرگودھا، جھنگ اور چنیوٹ کے اراکین شامل ہیں۔ شمع ختم نبوت کے پروانے کانفرنس میں شرکت کیلئے ابھی سے تیاریاں شروع کر دیں۔

باہر سے پہنچنے والے حضرات کیلئے رہائش کا مناسب انتظام ہوگا

شعبہ نشر و اشاعت، مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان حضوری باغ روڈ ملتان فون 76338